

دیوانِ محبتی

عرفت
مکتبہ
بریلوی

مصنفہ: بابا محمد عمن خان صاحب بریلوی

مکتبہ البریلوی
سفوف مراد پورس راجہ بازار رانہو میں چھپوا کر شائع کیا

قیمت: چار روپے محمدیہ اور ان غیر محمدیہ

۱۹۲۳ء

تمام حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

۳۳۲۱۶

۸۹۱۵۴۳۱۶

۱۹۳

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U32416

(د ر)
بسم الرحمن الرحیم

انٹروڈکشن ان مصنف

وجہ تصنیف

خاکسار محسن خاٹھوری۔ ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر شائقین فن و قدرا تان سخن کی خدمت میں عرض پر داز ہوں کہ موجودہ مذاق شاعرانہ کے کہنہ ہو جانے کے باعث اکثر احباب اس سے سیر ہو کر ریختی کا اشتیاق ظاہر فرماتے تھے۔ دیوان جانصاحب کی تلاش میں حیران و سرگردان نظر آتے تھے۔ معمولی کلام کے تو ہزار ہا دیوان ہر کہین موجود ہیں۔ مگر آج تمام ہندوستان کے کتب خانوں اور کتب فروشوں کی دکان پر ایک بھی ایسی کتاب نظر نہیں آتی جس کا نام دیوان ریختی ہو۔ جسکی دید سے حسنین دہلی اور لکھنؤ کی پیاری پیاری لہانے والی بول چال۔ شوخی۔ مذاق۔ رمز۔ کنایہ۔ اور شرارت بھری چتون کی ہو ہو تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے کھنچ جائے۔ اُنکے ریچ اور خوشی ظاہر کرنے والے خیالات کی انوکھی اور بانگی اداؤں کا جلوہ نظر آئے۔ جس میں شوخی اور دلربائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ان پری پیکرون کے جلسوں کی تصویر صرف وہی خوش نصیب تار سکتا ہو جو شاعر خوش بیان شیریں زبان ہونیکے

علاوہ لطف صحبت بھی باریاب ہونے کا خاص تجربہ رکھتا ہو۔ جانصاحب مرحوم اس کام کے لیے نہایت موزوں واقع ہوئے تھے۔ انکا دیوان ہمارے شوق کی انگلیں کو ضرور پورا کر دیتا۔ اگر بھیبی سے اسپین فحش اور بد تہذیبی کی بھرمار نہ ہوتی۔ اور اس عیب شدید کے باعث وہ حاکم وقت کی نظروں سے نہ گر جاتا۔ جانصاحب نے ایسا اچھا زمانہ پایا تھا کہ جب فحش گالیوں کی بوچھاڑ ہی ترقی تنخواہ کا موجب بنتی تھی یا بد اخلاقی۔ اور بد تہذیبی ہی کلام کے مقبول عام ہونے کا باعث سمجھی جاتی تھی۔ زمانہ کی رفتار اور روسائے وقت کے مذاق سے مجبور ہو کر وہ بھی اس گناہ عظیم کی طرف جھک پڑے اور ایسا نباہا کہ ہر طرف واہ واہ اور سبحان اللہ کی صدائیں گونجنے لگیں اور تعریفوں کے ڈنکن بج گئے۔

تھے وہ آزاد محلات میں جانے کے لیے

بٹھکر ڈولی میں جاتے تھے سناٹے لیے

وہ صریح تہذیب و رشتہ نگاری کے جدید دور نے فحش اور سنگی باتوں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا تو شاگردان جانصاحب بہت گھبرائے۔ وہ ان شدید پابندیوں کی مطلق عادی نہ تھے۔ اس انقلاب اور بے قدری کا یہ نتیجہ ہوا کہ کسی نازنین یا چھل کی اہمیت نہ پڑی کہ وہ اس سرور انگیز اور بھت خیر مضموں کو کسی جدید پیرایہ میں ادا کر کے استاد کے نام کو روشن کرتا۔ جانصاحب کے مطبوعہ دیوان کے تیار ہو جانے کے بعد ایک بھی ایسا دیوان شائع نہ ہو سکا۔ جس کا نام دیوان ریختی ہو۔ افسوس صد افسوس۔ آج آن قدح شکست و آن ساقی نماند جو تہمت یہ بارگران احباب کی

لے نازنین اور چھل جانصاحب کے شاگردوں کے نام ہیں۔ ۱۳

بزم سخن کو گرامے یا انکے ہنسنے ہنسانے کے لیے اپنی دوش پر نہیں لیا بلکہ صرف اس غرض سے کہ جاننا صاحب کے غیر مہذب کلام کے نہ ہر لیے اثر کو انکے دلوں سے وھوڑا لیں جو درحقیقت ناپاک عادتیں پیدا کرنے والا۔ اخلاق اور تہذیب سے کوسوں دور ہے۔ اور ایک ایسی جدید طرز کی طرف توجہ دلائیں جو حرف گیری سے بالاتر اور حقیقی واقعات کا اصلی منظر ہو۔ اور جس سے ہم خرم و ہم ثواب و دونوں باتیں حاصل ہوں۔

نہیں یہ رمز جو ر کی باتیں
غور کیجئے ہیں دور کی باتیں

خدا کا شکر ہے کہ جس نیک پالیسی اور سچی خواہش سے ہم نے اپنا کلام یا کام شروع کیا تھا اُسکو اختیار تک اسی صورت میں نباہ بھی دیا جسکا انصاف اہل بصیرت کی کامل توجہ پر منحصر ہے۔ یوں سمجھنے کو کوئی کچھ سمجھا کرے مگر ہمارا مطلب اس تصنیف سے اپنے نیک اور سچے ارادوں کے ساتھ انصاف اور اخلاق کی عادت پیدا کرنا ہے جس سے آجکل کے نوجوان اکثر محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حسین اور مہجبین بیویوں کے مقابلہ میں طوائفوں کو ترجیح دے بیٹھے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں خاندانی شرافت اور نجابت کے معدوم ہو جانے کے علاوہ لاکھوں کی جائیداد پر پانی پھر جاتا ہے۔ ادھر ان نیک بیویوں کے دلوں میں جو ان ناشائستہ حرکات رنج و رصدمات پیدا ہوتے ہیں انکی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ انگریزی مستورات کی طرح ان میں ہتھیار و لیلی اور دلیری کہاں کہ میان جی کو عدالت کے کروٹنی ٹھنڈھی ہوا کہلا کر مضحکہ آفاق بناؤں۔ دل ہی دل میں تیج و تاب کھا کر

رہ جاتی ہیں۔ شب بیداری۔ گریہ وزاری و اختر شماری سے دل بہلاتی ہیں دیکھتے
 دیکھتے کلیجہ پک جاتا ہے۔ دل میں زخم کاری اور طبع آرمی ہو جاتی ہے۔ کرین تو کیا
 جائیں تو کہاں۔ کہیں تو کس سے۔ بحالت مجبوری ہمجویوں۔ ماماؤن۔ مغلانیوں
 اور لونڈیوں کے ساتھ جن تک انکی رسانی محدود ہوتی ہے ان تذکروں کی کچھڑیاں
 پکنے لگتی ہیں۔ چٹل۔ مذاق۔ ل لگی۔ حسرت۔ اراں۔ مصیبت سب کی اپنے اپنے
 موقع پر فغمہ سرائی ہوتی ہے۔ ان دلسوز و عبرت آموز کیٹیوں کا حاصل یہ ہوتا ہے
 کہ کسی ترکیب سے دولہ میان کو ان امور ناشائستہ سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے
 جو پاکباز دامنوں کی رنج اور مصیبت کا باعث ہوتے ہیں۔ انھیں اشتعالی حالتوں
 میں جو کچھ سخت و سست۔ اچھا یا بُرا ان حسینوں کی زبان سے نکلتا ہے وہی ہماری
 ریختیوں کا مضمون ہے خواہ انکو کسی رنگ اور کسی پیرائے میں ادا کیا جاوے۔
 بی عفا بیگم بایں شائستہ ان بلبلاں چمن حسنہ کی تصویر آئینے سامنے اس لیے
 پیش کرتی ہے کہ آپ انکے اخلاقی نتائج پر غور فرما کر انصاف اور نیکی کی خوبیدا کریں۔
 اور ان امور ناشائستہ سے باز آئیں جو خانہ بر بادوی کا باعث ہوتے ہیں۔ کوئی چمن
 کا نمونہ سے خالی نہیں ہوتا۔ لہذا آپ اس گلستانِ راحت و چمنستانِ بہت کے
 آفر تازہ پھول چمن چمن کر کام میں لاویں اور کانٹوں سے پرہیز کریں جو آبلہ پانی کا
 باعث ہوتے ہیں۔

سلمہ عفا بیگم ایک لکھنؤ کی رہیہ کا نام بھی ہے جن سے مصنف کو کسی زمانے میں غزل نگار حاصل تھا
 اور یہی مصنف کا دوسرا مخلص بھی ہے جو اکثر ریختیوں میں استعمال کیا گیا ہے۔
 بیگم صاحبہ کے مزید دلچسپ حالات اور انکے مشاعرہ ہائے ریختی کی کیفیت ہم ایک علاحدہ کتاب
 میں پیش کریں گے۔ ۱۲ محسن

ما نو نہ مانو اسکا تمھیں اختیار ہے ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں دیوان جانصاحب کے مقابلہ

جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں وہ ایسی معمولی اور سیدھی سادی باتیں ہیں جو قریباً ہر روز
اور ہر کہیں ہمارے سامنے واقع ہوتی رہتی ہیں اور ہمارے کان انکی کیفیوں سے
بخوبی آشنا ہیں یہی دیوان ہذا کی اصلی پالیسی ہے جسکا ثبوت کلام خود پیش کر رہا
ہے۔ چونکہ ہم نے اپنے دیوان میں نوا ایجاد پھول پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے جو موجودہ
زمانہ کی ترقی نے شاید ہماری ہی قسمت میں لکھ رکھے تھے لہذا ہمارے اور جانصاحب
کے کلام میں اسقدر اختلاف ہے جو ہوا اور پانی، خاک اور آتش یا دن اور رات
میں۔ جو بات اس میں ہے اس میں کو سون پتہ نہیں۔ اور جو اس میں ہے اس میں مطلق نادر و
مثال کے طور پر ہم دو باتیں پیش کرتے ہیں جو جزو اعظم ہیں۔ جن صاحبان نے
دیوان جانصاحب یا اسکی ایک آوٹ غزل بھی دیکھی یا سنی ہوگی وہ ہمارے اس
بیان کی تائید کریں گے کہ اُن کے کلام میں بخش یا تنگی گالیان لبالب بھری ہیں۔ اس کے
برعکس ہمارے کلام کا چمن ان کانٹوں سے بالکل پاک ہے اور کاملاً نرغہ بھی
تسلیم کر چکے ہیں کہ یہ محض ہیو بیٹیوں یا طوائفوں کی معمولی باتیں ہیں جو روزمرہ انکی
زبان پر واقع ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارے کہنے کی کوئی سند نہیں کلام اور انصاف و نو
آپ کے سامنے موجود ہیں۔

دوسری بات جو بالکل برعکس ہے اور چونکا دینے والی ہے یہ ہے کہ جانصاحب کے
دیوان میں اضافت کا نام نہیں۔ اس کے برخلاف ہمارے دیوان میں انکی وہ بھاری ہے

کہ جبکہ شمار نہیں تو وہ جیسا ہو سکتے۔ مہجکل کی ترقی تعلیم اور شائستگی نے مستورات کی زبان کو ایسا شگفتہ اور آراستہ بنا دیا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اضافتیں استعمال کرنے لگی ہیں۔ آخر صحبت کسکی ہے ہماری آپکی نہ تو پھر حب ہم اور آپ اضافتیں استعمال کرتے ہیں تو پھر ہماری مستورات بھی گرائن ہو کر تقریر اپنی زبان کو آراستہ کرنے کی کوشش کریں تو کیا عیب کی بات ہے۔ مصنف کا فرض ہے کہ وہ اپنے ناظرین کے سامنے اپنے پارٹ کا اصلی فوٹو اتار کر پیش کرے۔ کسی قسم کی فروگزاشت صرف عیب ہی نہیں۔ بلکہ زمانہ کے حسن رفتار کے ساتھ سخت بے اضافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے بھی اپنے جہن دیوان کو گلہا ہے ہمارا اضافت سے آزادانہ آراستہ کیا ہے جن پر اس باغ کی بلبلیں شہید نظر آتی ہیں۔ یہ پھول اپنے اپنے موقع پر ایسی ہمارا جانفزا دکھا رہے ہیں کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ لطف یہ کہ جانفصاحب کے کلام کی کھلی ہوئی تردید بھی ہے۔ ایک اور فرق دیوان جانفصاحب اور موجودہ دیوان میں یہ بھی ہے کہ جانفصاحب مرحوم اپنے سامعین کو خوش کرنے کے لیے ایک من گھڑت فحش مضمون دل سے ایجاد کر لیا کرتے تھے جس کو واقعات سے کچھ سروکار نہ ہوتا تھا۔ اور مطلب صرف یہ ہوتا تھا کہ ناظرین پڑھ کر خوب ہنسیں۔ اسکے برخلاف راقم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب واقعات کی تصویر اور مشاہدات ذاتی کا فوٹو ہے یا لکھنے کے اُن رنگین جلسوں کی کیفیت جو جنہیں سالہا سال تک مٹوا کر مصنف کو شامل ہونے کا اتفاق ہوتا رہا ع

انچہ تقدیر ازل گفت بہان میگویم تو

نتیجہ تقریر بالا

اس طویل بحث سے یہ ہرگز مقصود نہیں کہ ہمارا کلام نقص سے پاک ہے ایسا کہنے سے

کفر عام نہ ہوتا ہے۔ کوئی فرد بشر دنیا میں عیسے خالی نہیں۔ بے عیب تو صرف ذاتِ وحہ
 لا شریک ہو اور بس۔ ہاں اس قدر ضرور گوارش کرینگے کہ ہم نے اس دلفریب کلام کی شلخ
 میں ایک ایسا جدید سہل اور صاف راستہ طویل دیا ہے جو دل کشا۔ خوش نما ہر دل عزیز اور
 مرغوب عام ہے۔ اب یہی یہ بات کہ یہ اور زیادہ دلکش اور دلفریب ہو جائے۔ یہ اس پر
 چلنے والوں کے اختیار میں ہے۔ وہ جس قدر چاہیں اسے غیرت بہار گلزار اور رشک لالہ زار بنا سکتے
 ہیں۔ یہ بات اطمینان سے سنی جائے گی کہ ہمارے کلام کی تاثیر اور اشتیاق سے لکھنؤ بریلی
 بریلی۔ علیگڑھ۔ رامپور اور گوالیار میں کئی ایک جدید ریختی گو پیدا ہو گئے ہیں اگر انھوں
 نے واقعی کوشش اور توجہ سے کام لیا تو کچھ تعجب نہیں کہ وہ اس ادھورے کام کو پایہ
 تکمیل تک پہنچا دیں۔ سچ برسرِ سولانِ بلخ باشد و بس ہو اگر اصحابِ بارِ یک ہیں
 بغرض اصلاح یا ترسیم کچھ لکھنا چاہیں تو وہ شوق سے خامہ فرسائی فرما سکتے ہیں مصنف
 شکر یہ کہ ساتھ انکی اصلاح یا ترسیم کو بشرطیکہ وہ باوقت ہو دوسرے ایڈیشن میں درج
 کر دیگا۔ ع کہیے سب کچھ مگر ادب کے ساتھ ہو

ناشائستہ الفاظ

کبھی۔ رندی۔ چھنالی۔ مالزادی۔ بھڑوا۔ دھکڑا۔ ننگہ اٹھائی گیارہم تسلیم کرتے ہیں
 کہ ناشائستہ الفاظ ہیں مگر اشتغالِ طبع کیوقت بڑی سے بڑی مہذب اور شائستہ ہلکات
 اور شہزادیوں کی زبان سے بھی نکل جاتے ہیں جیسے اصحابِ سخن سچ اور حضراتِ معاملہ فہم
 بخوبی آشنا ہیں۔ ہم انکے نقل کرنے سے اس قدر خطا و ازمنہ ٹھہر سکتے جس قدر رائے بولنے
 والے گنہگار ہیں۔ نقل کفر نہ کرنا شد۔ صرف اپنے پارٹ کی تکمیل کے لحاظ سے ہمیں کہیں
 کہیں انھیں استعمال کرنا پڑا ہو۔ جسکا باعث محض نقل روایت ہی ہم ان بزرگوں سے معافی

مانگتے ہیں۔ جو اُنکے مخالف ہوں۔ اور جنہیں ایسے الفاظ صنیئے کا کبھی اتفاق نہ ہوا ہو۔ کشر
موقع پر ارباب نشاط کی زبان بھی درج کی گئی ہو۔ جسکو ناظرین سخن شناس اُنکے الفاظ سے
خود معلوم کر لیں گے۔ اور جبکہ مضامین کا جو بن خود بخود اُنکے حسن کلام کی بہاریا بجائے
خود اُن حسنین سراپا ناز کا ایک زندہ فوٹو ہے۔

حاشیہ اور نوٹ

چونکہ اس دیوان میں طرحی ریختیاں زیادہ تر ہیں جسکو لکھنؤ۔ بریلی۔ گوالیار اور علیگڑھ کے
مشاعر و نثرین کہنے کا اتفاق ہوا لہذا ایسی غزلیں مع نوٹ اور حاشیہ درج کی گئی ہیں جسے
اُنکی تصنیف کی کیفیت چند دیگر مفید مطلب باتیں بھی معلوم ہو سکتی ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ
حاشیہ جو ایذا دیکھا گیا ہو وہ خالی از لطف نہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ نہایت پر لطف ثابت ہوگا

ریختیوں کی تقسیم

ہمارے دیوان میں مختلف اقسام کی ریختیاں ہیں جن کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

- | | |
|--------------------------------|--------------------------------|
| (۱) اخباروں کی طرح پر ریختیاں۔ | (۲) مشاعروں کی طرح پر ریختیاں۔ |
| (۳) ریختیاں بطرح شعراے قدیم۔ | (۴) اجاب کی فراموشی ریختیاں۔ |
| (۵) ریختی قصائد اردو۔ | (۶) ایضاً انگریزی اردو۔ |

(۷) پولیٹیکل کلام انگریزی۔ اردو جنہیں قصائد لارڈ کچنر مرحوم و شہنشاہ ایدور و دھرم بھی شامل ہیں
(۸) ریختی کا بیان۔ زبان لکھنؤ۔ دھن پنجابی۔ یہ خالص مصنف کی ایجاد ہیں اگر احباب تاریخ و ادب
پر تہ نگاہ ہیں کہ اس سے قبل کبھی کہیں ایسی تصنیف ہو چکی ہو تو مصنف اُنکا کمال مشکور ہوگا۔
حسن غزل پر نوٹ یا حاشیہ نہ وہ مصنف کی طبع فراڈ سمجھنا چاہیے۔ خاکسار محسن خانپوری

نوٹ نمبر ۵۔ ایسے درج نہیں کیے گئے کہ دیوان ہذا سے الگ کچھ تعلق نہیں۔ ۱۲ محسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

ہو تا بسم اللہ سے آغاز ہے دیوان کا
ابن مریم تھا شہناخ خان باعث قرآن کا
پہلے نفرت تھی بواپھر اُس سے الفت ہو گئی
رہنما سے راہ حق گوئی ان فقط قرآن ہے
اسی لیے عیسائی و موسائی ہن شیدا و محسن
نظر کیتائی سے دیکھو تم اگر کبھی اُسے
بار عیساں جمع ہیں فرض شفاعت کیلے
دل میں پیدا کر کے الفت کیا نہیں کرتا بوا
کرنا ہو جو کچھ کہ گوئی ان کر لو و نہر لو آج تم
باعث غرت بوا اپنے فقط اعمال ہیں
دم عدم کا بھرتی ہیں سانسین نگورنی مہم
جانتے طاہر و نعوں کو وہ ہیں قہر خدا
چھوڑ دے تن کا قفس جب طائر روح حقیر
صدقہ اُس شیر خدا کا جو کہ ہے مشکل کشا

ہو تا بسم اللہ سے آغاز ہے دیوان کا
ابن مریم تھا شہناخ خان باعث قرآن کا
پہلے نفرت تھی بواپھر اُس سے الفت ہو گئی
رہنما سے راہ حق گوئی ان فقط قرآن ہے
اسی لیے عیسائی و موسائی ہن شیدا و محسن
نظر کیتائی سے دیکھو تم اگر کبھی اُسے
بار عیساں جمع ہیں فرض شفاعت کیلے
دل میں پیدا کر کے الفت کیا نہیں کرتا بوا
کرنا ہو جو کچھ کہ گوئی ان کر لو و نہر لو آج تم
باعث غرت بوا اپنے فقط اعمال ہیں
دم عدم کا بھرتی ہیں سانسین نگورنی مہم
جانتے طاہر و نعوں کو وہ ہیں قہر خدا
چھوڑ دے تن کا قفس جب طائر روح حقیر
صدقہ اُس شیر خدا کا جو کہ ہے مشکل کشا

لے جا صاحب کی طرح پر لکھی گئی تھی رخ جیسے بسم اللہ ہو بجا تک بوا قرآن کا ۱۲

گلشنِ نصرتِ نبیؐ میں ٹیلیس دیوانہ وار

ہے ترانہ سنجِ محسنؐ اُسہا گلِ یزدان کا

بر طرح وہ بھڑوانگہ ہے مسخرا ہے بنائیں ہم فوج یار اپنا

سرا با عصمت ہیں اور حیا ہیں ہے شرم با جی شعار اپنا

وہ بھڑوانگہ ہے مسخرا ہے بنائیں ہم فوج یار اپنا

وہ بخودی ہے کسی کی دُشمن میں کہست رہتی ہوں بے پیہمین

ندل ہے جو با بے بزم ساقی نہ مے کا طالب خمار اپنا

وہ مست متوالی بھولی صورت - وہ شوخی اور بکین کی عادت

ہو رشک با جی در حقیقت - ہے ایک لاکھون میں یار اپنا

سہو یاد بندی کو بھی وہ لٹکا - پھرے گا بھڑوا وہ بھٹکا بھٹکا

نہیں نگوڑے کا کچھ بھی کھٹکا - ہو کوئی دشمن نہر اپنا

ٹیکے گا کب پھر یہ وار گوئیان - وہ بیخ ابرو کی مار گوئیان

گرے نگوڑا سوار گوئیان - نہ چھوڑواری - شکار اپنا

صریحیئے کو توڑی ہوں - سر آنکا سا غریب چھوڑتی ہوں

ڑلا - لڑا کر میں چھوڑتی ہوں - بڑھا بڑھا کر کے ہار اپنا

بگاڑو گی میں بھی حال گھر کا - وہ ڈالیں مچھرو بال گھر کا

کھلا کے رنڈی کو مال گھر کا - نکالیں مچھرخار اپنا

لے ایک بیگم صاحبہ نے یہ معصیت فرمایا تھا - وہ بھڑوانگہ ہے مسخرا ہے بنائیں ہم فوج یار اپنا

اس پر میں رنجی لکھنے کی فرمائش کی گئی تھی جو پوری کر دی گئی - ۱۱۰

پھٹی رضائی جلا دو سالہ رہی نہ چنے کو ایک مالا
 مرزا وہ غم میں ملا ہے خالہ - ہے بعیت راری قرار اپنا
 کہیں کسی کو بلار ہے ہیں - کہیں کسی کو بلار ہے ہیں
 اُدھر وہ سینے لڑا رہے ہیں اُدھر ہے سینہ فگار اپنا
 ہے ساس کا ہیکو سوت ہے وہ - ہماری ہر طرح موت ہے وہ
 نہیں ہوئی ہوئی قوت ہے وہ - بگاڑا دشمن نے یار اپنا
 ہے آنے ڈولی کھٹلا ہوا بی - امام بارہ بھی کر بلا بھی
 نگوڑے رٹے ہیں کیوں بواجی - حساب کر لیں کہا اپنا
 یقین کیا ہو قسم پر باجی - بلین جو غم ہو غم پر باجی
 نکالیں کھل کھل کے ہم پر باجی - کدورت اپنی غبار اپنا

نہ جاؤ کسی کے در پر حسن - بلاؤ رندی کو گھر پر حسن
 دھرو یہ اوروں کے سر پر حسن - اُتار دو سر سے بار اپنا

بھڑح - بزم میں آیا قدم جسم ستم آباد کا

کھیل سمجھا ہے سفر بھڑو اعدم آباد کا کسی کے گھر سے لگا کر بھیجے ہو پان تم آ کے وہ تیر نظر کی زد میں نہج جائے ہوا تندی چالوں پہ چلکر آگئی بین چال میں	حوصلہ دیکھو تو گوئی پان اس دل ناشاد کا واہ کیا کہنا ہے مرزا - آپکی اس یاد کا منہ تو دھولے حوصلہ اُنکے دل جلا د کا تھا سبب بگیم بوا یہ لہج کی بنیاد کا
--	--

لے لشکر گو ایار کے مشاعرہ کی یادگار ہو جو میان حیرت صاحب کے زیرِ تہ نام منقذ ہو اٹھا - حاضرین مشاعرہ نے
 ہر ایک شعر مکرر کر پڑھنے کی فرمائش کی - اور خوب داد دی - ۱۲ محسن

چاندنی شب میں لبِ جوہر کی خوشیاں بات تو شیریں کی رکھ لی تھی ہزار دین بوا بٹھنے پائے نہ تھے چوڑاٹھائے چلدے پارہنتی کے ہیں یہ کانٹے بوا بونے ہو	ریشاک ہیں شیراز کے تالاب کنا باد کا گو بلا سے پھٹ گیا سر بھی میان فراد کا خاک نکلے جو صلہ - شوق دل نا شاد کا خط نہیں آتا نگوڑے کا سا پر شاد کا
--	---

رہنچی کوئی میں جو محسن نگوڑا فرد ہے
ہے یہ جو بن عنقا یکم سی بوا اُستاد کا

بر طرح مشاعرہ بریلی ع کاش ہو جائے گذر بر سر دفن اُنکا

بھولنے کی نہیں بندی کبھی آسن اُنکا زندہ درگور ہو - باجی - مواد دشمن اُنکا صاف بتلاتا ہے جگو بوا شیون اُنکا کھیلنا باغ میں جا جا بوا ساون اُنکا دیکھیے ابلی کمان ہو بوا ساون اُنکا میں بھی نواب بھی اور قیسر ادا سن اُنکا آج کرواؤ کسی ڈھب سے جو درشن اُنکا مورنی سی میری آواز سے ارگن اُنکا گو نہ متی نام ہے کیوں ہار میں مالن اُنکا	بیٹھنا تھا کہ ہوا ہو گیا تو سن اُنکا جوے کی لت بھی لگا دی میری نواب کو اُنکا میں یہ بچھری ہوئی گیمانی کو خاطر نا لے وہ برستے ہو پانی میں مغل جان کے ساتھ پچھلے ساون میں قہقہے سوت کو گھر میں دولہ حشر میں پیش خدا تینوں کی ہو گی پیشی پانچ انعام کے ما ابھی کھن سے گن لو چھوٹا یون ہی رہے گا بوا پیچھے آبا دولہ بھائی یہ موتی ہو نگئی ہو عاشق
--	---

لے یہ شعر میان حیرت صاحب نے باخصوص کئی بار پڑھوایا اور خوب ہی پسندے۔ مجلس مشاعرہ دیوار قفقہ
نظر آتی تھی - ۱۲ محسن
۱۳ گھوڑے پر آسن جاکر بیٹھنا حد درجہ کی شہسواری میں داخل ہے۔ لہذا آفس کے ہوتے ہوئے آسن کو
فٹ معنوں میں لینا سخت غلطی ہوگی۔ ۱۲ محسن

ہند میں تیرے پہونچن میرے دولہا رہا	ہو چکے خیر سے جب جا لے لندن اٹکا
شک آئینہ ہے پیگم بوا گدرا یا ہوا	فتنہ انگیز بلا خیر سے جو بن اٹکا

آل احمد کے ثنا خوان ہیں محسن باجی
کیون پس مرگ معطر نہ ہو مدفن اٹکا

بر طرح - خط نہیں لاہور سے آیا اکتی جان کا

پھر کیا طلبہ بجا نے آج گوہر جان کا	کیسا ننگا ہے نگوڑا باب چند بھان کا
خاک گائیگا نگوڑا شیخ اپنی بزم میں	جانتا سڑی نہیں بھڑو اجا پنی تان کا
چھانٹے ہیں رات بھر دولہ میان چپکے کی خاک	خاک نکلے جو صلہ پھر حسرت و ارمان کا
کیون کڑی سنتے کسی کی دل نہ آجاتا گر	کیا کروں شکوہ بوا اپنے دل نادان کا
دست بستہ معذرت پر بھی نہ بولیں ات بھر	سے شکر یہ ہم پر واجب سوت کو احسان کا
پانڈان بھڑوے کے سر پر بار دو گئی آج میں	سوت کا بھیجا ہوا کھا یا جو بیڑا پان کا

کیون نہ رہنبدہ ہو محسن دو مہینے سے بوا

خط نہیں لاہور سے آیا اکتی جان کا

بر طرح - چشم آفت پانے کیا دیکھا

نئے کیا کیا نہیں بوا دیکھا

لہ والدہ چند بھان کی خاطر سے لکھی گئی تھی جوبی اکتی جان کی خاص گویاں اور علی گڑھ کی رہنمائی میں
جکل کوئی ایسا شہر نہیں جہاں دو تین گوہر جان نہوں لہذا ہمارے مطلع کی گوہر جان کلکتہ والی گوہر جان نہیں
لکھ ایک اور حسینہ ہیں ۱۲ محسن - سٹہ ایک شوخ چنچل - چلیلی - اور چلیتی ہوئی معشوقہ باز اری با
پھیاری کی خاطر لکھی گئی تھی جو سراے آغا میر لکھنؤ میں مقیم تھی - لکھنؤ کے رئیس زادے اسکی ایک ایک بار
سیکڑوں خرچ کر دیتے تھے - ۱۲ محسن

پچاس لیتا ہے باتوں باتوں میں	نہیں اس گت کا مرد وادیکھا
چشم پر پغم کو بستر عزم پر	شب فرقت میں آشنا دیکھا
دولہ بھائی کے حسن کو دلا	آفت جان فستق زرا دیکھا
دل سے اتریں ہوا جو جالوں	آنکھیں نظر دن سے تو گرا دیکھا
دل میں کر کے گھر مجھے مارا	پسیرا اُن کا بوا بلا دیکھا
آج بدلے ہوئے ہیں تیور کیوں	چشم آفت پہاڑے کیا دیکھا
کھلے جو ہر تماشائی کے	شب تماشا جو آپ کا دیکھا
ہونے خالی ڈھول شیخ جی تم	خوب ہنسنے بجا بجا دیکھا
دیکھا کسی موٹی کو منہ منہ کر	بکھوئیوری چڑھا چڑھا دیکھا

کو گوئیان تھیں خدا کی قسم
کوئی محسن سا آشنا دیکھا

برطح مومن خاں صاحب مرحوم ع سیر ابھی حال ہوا تری مکر کا سا	برطح مومن خاں صاحب مرحوم ع سیر ابھی حال ہوا تری مکر کا سا
خلاف کئی بین حورین کہ ہے مکر کا سا	خلاف کئی بین حورین کہ ہے مکر کا سا
نظر تو آتا ہے متا وہ نقشہ شر کا سا	نظر تو آتا ہے متا وہ نقشہ شر کا سا
گھر وندے یوں تو بہت دیکھ اے بیگم نے	گھر وندے یوں تو بہت دیکھ اے بیگم نے
ہوے نہ کسی کو دل دیکے آخر شجیران	ہوے نہ کسی کو دل دیکے آخر شجیران

سلہ عقابیکم مخلص عقاب کے مکان پر ایک بیگماتی مشاعرہ ہوا کرتا تھا جس میں خاص خاص بہکات رونق افروز ہوا کرتی تھیں۔ اس عجیب غریب مشاعرہ کی کیفیت اس میں شامل ہونے والوں کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ سراپا رازداری کا منظر تھا۔ تاہم عقابیکم کی عنایت سے خاکسار محسن کو بھی صریح طرح بروقت مل گیا تھا جس پر یہ بھی عرض کی گئی۔ ۱۳ محسن

نہیں وہ پان سے کرتے ہیں سُرخ سوت کا تھ	لگائے ہیں دل نسیل میں ایک چر کا سا
اٹھائی سُرخ سے دو لائی جو دولہ نے باجی	صنایاے حسن سے جلوہ ہوا تھر کا سا
تھایاے دل سانہ کھو جائے کوئی عالم میں	نکوئی گم ہو جہان میں مری کمر کا سا
یہ خط نواب کو پہنچا دو۔ ماما میں واری	بنا لور وپ ہوا آج نامہ بر کا سیا
ہزار جاہتی ہوں بولوں اُتے ہو کے نڈر	یہی تو ڈر ہے کہ لگتا ہے مجھ کو ڈر کا سا
وہ دُٹا شاخ کو بیگم کی چشم پر خون نے	ہوا ذرا میں وہ معلوم دانے سر کا سا
نگوڑی وصل کی شب بھی ہوا نہ چین نصیب	لگا رہا ہوا کھٹکا موئی سحر کا سا

سخن کی پر یون کو لیکر۔ سر پر مضمون پر

ہوا میں اڑتا ہے محسن لگا کے پر کا سا

مشاعر بریلی بر طرح۔ بس رہا ہے مری آنکھوں میں تماشا کیسا

دُوم تو دے نہ گئے چھوٹا مالا کیسا	کل جا جن مورا کرتا تھا قضا کیسا
وہی مہی کی بویا ت تھی مجھ کی گیس	مٹھ لگوں نے کیا نواب کو رسوا کیسا
روٹی ممکن نہیں بھڑوے سے تو کپڑا کیسا	چھوڑ ڈھنگرے کواری روز کا جھگڑا کیسا
کیا کہوں اسے ہوا کبڑا ہے گھروندا کیسا	کنکری فون کی گھر میں نہیں اٹھا کیسا
رات ماما نے چوسا قن کے کئے دیکھ لیا	دم لگا کر مورا دمباز وہ کھسکا کیسا
توڑ کر کھٹسرا ہوا پان کٹوری کے لیے	آج اڑتا ہے مورا چہرے کا پٹھا کیسا

لہ بریلی کے مشاعرہ میں اس ریختی کی بہت تعریف کی گئی تھی۔ حاضرین جلسہ نے ایک ایک شعر کو کئی مرتبہ

پڑھوا کر شہنا اور بڑے بڑے استادوں نے داد دیکر مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ۱۲ محسن

۱۳ محسن

بنگیا ابرسیہ برق سا پنڈا کیسا
 واڑھی منڈا مٹوا لگتا ہے بھنگا کیسا
 رشک کھایا کیئے ہم اے بوا کیسا کیسا
 گھاٹ پر آج اُتر آیا ہے پٹیا کیسا
 اور دینے نہ پڑیں شیخ جی لینا کیسا
 دولہ بھائی سے مجھے اے بوا پرہا کیسا
 وقیعہ مطلب ہوا بنجاتا ہے گٹا کیسا
 نور چھن چھن کے نکلتا ہے فٹار کیسا
 آج نگیر میری ساس نے تانا کیسا
 دیکھو بگڑا ہوا ہے بزم کا نقشا کیسا
 آنکارہ رہ کے دل راز میں دھچکا کیسا
 پانی پی پی کے وہ گوسا کے کیسا کیسا
 گھورتا پھاڑ کے دیدے ہے گھوڑا کیسا
 پڑ گیا بارہم سارا ہوا۔ اُلتا کیسا
 اری پا جامہ کی یہ گوٹ میں لچکا کیسا

ہاتھ پائی نہیں سو کن سے ہوئی اگر قبلہ
 کا لاسٹھ فوج ہوا ایسا کسی بندی کو نصیب
 وہ شب ماہ میں بیٹے رہے گوہر کو لیے
 جھانک کر انگلیا کی دیوار سے بنگے کی ہمار
 صاحب خاں سے کرتے ہو حساب خانہ
 شوق سے آئینہ جب چاہیں نکلتا کیا ہو
 جاتی خوب ہوں میں گرہ مسکین ہو شیخ
 پہنچ کر پی بوا بیگم نے اُٹنگی ایسی
 نہیں دوا دگر آئے تو بیٹی کے لیے
 نہیں میں ہجری فقط یار کی گہری گویاں
 ایسی جھکی میں شب وصل کہ بیٹو ہوئی
 پانی پینے کے برمانے سے چلے آئے جو ہم
 جی میں ہے پھوڑ دون میں سر کی دو لوڈ
 یہی تو رنج ہے بیگم بوا۔ سیدھا ہو کر
 کسبیدو کی سی نہیں وضع تو ہے ہے باجی

جادو کر کہے بوا بن گیا محسن اپنا۔

یاد اس رہنمی والے کو ہے لگا کیسا

سلہ دیوار۔ بنگلہ۔ گھاٹ۔ اور پٹھانہ بھی حسن پوش کے پرزدن کے نام میں رہا محسن

سلہ یعنی دو لون آنکھیں گھوڑ دون ۱۷ محسن

برطح - ہے اثر یہ نالہ شبگیر کا

<p>کر لیا شاید مجھے نصیر کا بوسے لینا سوت کی تصویر کا مل گیا نسخہ مجھے اکسیر کا راز گو ہر جان کی تحریک کا ہے تو پروردہ ہوا کے شیر کا بھیجا رندی نے جو ہنڈا کھیر کا ہے نتیجہ ختم کی تاثیر کا کیا بے بخت کی تقصیر کا پاؤں لنگڑا ہو گیا تیر کا رتجگا اُس ماہ کی تحیر کا ہے فسانہ شمع و گلگیر کا خوف تھا جسکی ہوا تنہیر کا تھا زماں گھسری وہ تعمیر کا یہ اثر ہے نالہ شبگیر کا اب ہے قیدی زلف کی زنجیر کا</p>	<p>دیکھنا آرمی تماشا پیر کا سُن چکی ہوں حال سب تحریک کا پار اکشتہ کر دیا بے پیر کا بعد مدت کے ہوا افش ہوا گو کہ ہے نواب زادہ وار پر پی گئے سب شیر اور کی طرح بھاگئی بخت چھٹا لوٹکی آئین کیوں نکالا بیاہتا کوشیج جی ہاتھ میں آیا نہ دُر مدعا شوق سے کر دیا گوئی آنج رات کی باتیں نگوڑی کیا کہوں کھل گیا وہ پیٹ کا راز نہان بولنی کیونکر مونی برسات میں ریل ہی میں آگئے وہ رات کو پہلے تھا نواب کا سالہ گمر</p>
--	---

لے لکھنؤ کی ایک شوخ و سنگ آفت کا پرکار فریبندہ تازہ چند سالہ شاہ بازار سی بی نصیر جان مخلص نصیر کے در دولت
 پر ایک مشاعرہ ہوا تھا۔ یہی اسی جلسہ عابد فریبکی یادگار ہے۔ جو ہمیشہ ترومانہ رہی۔ ۱۲ محسن
 لے راز نہان ہمیشہ پیٹ میں محفوظ رہتا ہے۔ مثلاً ہمارے پیش میں سیکرٹن راز نہان ہے۔ ۱۰ محسن

باجی محسن پر بھی ہو نظر کرم
سے وہ عاشق اس کی تصویر کا

ردیف

طرح مشاعرہ بریلی - ہوتا نہیں ہر وصل کی شب لستانِ نصیب

گوئی ان ری ایک سا ہر بیان اور وہاں نصیب
چو کے جو اس بہار میں ہوں بجلیاں نصیب
دیکھو نگوڑے کو بوا - پھوٹا کہاں نصیب
کس کام کا وہ جس نہ ہوں روٹیاں نصیب
امت کے کھل گئے بواجی بگیاں نصیب
بہتر تھا اس سے ہوتا اگر ساربان نصیب
آئے کیلچہ تھامے ہوئے آج ہاں نصیب
ہیں وہ بھی ایک جنکو میں شہزادیاں نصیب
کم دیکھے ہو نگا ایسے بھی پر مغناں نصیب
ہوں بیٹا بیٹوں کی ٹھہیں شادیاں نصیب
ہو جس لند ڈری کو نہ کہیں آشیان نصیب
یارب ہو بندی کو بھی وہ باغِ جناب نصیب
حجاج کا ہو جلد سے مجھے کاروان نصیب

جس سرزمین پہ جائے ہے آسمان نصیب
کالی گھٹائیں بجلیاں اور بدلیاں نصیب
سید مغل شہنشاہ ہوا ہر پٹھان نصیب
زر دار بھی ضرور ہو گر ہو جوان نصیب
زندہ خراب خانہ و باغِ جناب نصیب
ہے شہر بے ہمار سا جاہل کدہ ہوا
یارب ہو بھرا میرا شیخ اس قدر
ہیں وہ بھی ایک جڑتی نہیں جنکو بائیاں
نواب اور لوٹدی کو دین خود اٹھیل کر
ماہی داری جاؤں کرو آج شاد وصل
دیگی وہی کبوتری انڈے میان کے مگر
تعریف جسکی کرتے ہیں خود آپ استفادہ
بیچین - بھرا ہوں پچھری ہوں یارِ رسول

لہ بریلی کے مشاعرہ کی یادگار ہے جسے بزمِ مشاعرہ کو رشک حور بنا دیا تھا۔ ۱۲ محسن

لہ شہر بے ہمار جاہل - ہو فوت یا آج کو کہتے ہیں ۱۲ محسن

سیر بہار لکھنؤ یا خار دشت واسے جنگا نشانہ اُف بواجی چو کٹانہ تھا بے تاک جھانک بندی کار بہا نالہ	لایا نگوڑا ہکو کہان سے کہان نصیب ایسے مٹے نشان نہیں ہڈیاں نصیب ہوں دشمنوں کو شیخ بھی بہ بدیاں نصیب
---	--

عقدا نہیں ہے۔ بلبل مست جمن ہے وہ کس گل کو باغ ہند میں رہیہ زبان نصیب	
طرح۔ اپنے مطلب سے ہے اُنھیں مطلب	

کوئی مرجاے یا ہو جان بلبل رکھتے لالاہین رنڈیاں گھر میں دولہ بھائی سے دل لگی بازی کام عجلت بگاڑ دیتی ہے شیخ نجی ہاتھ پر دھرا لون گی خام ہے یہ اُدھیر بن گویاں تیری لونڈی کی یہ دعا ہے تجھے تیری مستانہ چال پر باجی قطع کروے گائیش افغی مو کسی ڈھب سے نگوڑی آجائے	اپنے مطلب سے ہے اُنھیں مطلب گھر کی بیوی کے سامنے یہ غضب کرو دُلسن پُوار مگر بہ ادب پوچھتے ہیں بگڑ بگڑ کے سبب میں نہ مانوں گی آپ کی اب۔ تب چھوٹتی ہے میان سے کسی کب ہو ترقی میان بڑھنے منصب گر چٹک جائیں وہ تو کیا ہے عجب چھوڑ دو ورنہ عادتِ عقرب جانتی ہوں نواب کا مطلب
--	--

ہے یقین آج تو موئی عقدا
آنے کی آدھی رات تک اُغلب

لے ایک پاکیزہ پری سیکر کی فرمائش سے لکھی گئی تھی جسکی شوخی طبع نے پھر صرغ موزون کیا تھا اپنے مطلب سے ہے اُنھیں مطلب

اردیف

طرح شوق سے آئین جو آنا ہو مگر آپ سے آپ

بندی کیونکر ہو آمادہ شر آپ سے آپ	تیسرے چوٹے بھی آئے نہیں مگر آپ سے آپ
سیدھا ہو جاتا ہے کج خلق تیسرے آپ	گردش پر فلک کے بواکھا کر چکر
چھوڑ دین آج میان تیر و تیر آپ	نیغ ابرو کے اگر دیکھ لیں جو ہر باجی
شیخ اُچھے تو مورا خاک بسر آپ	دیکھنا پان کی جا۔ خاک نہ بھردون ٹھہرین
چھوڑنے کا نہیں لالہ سیرا آپ	پالا استاد سے جب تک نہ پرے گا خالہ
وہ منا یا کریں سو بار اگر آپ	ہم بگڑتے نہیں ایسے کہ بوا من جائیں
کوٹ پتلون سے ہوٹل کا ڈر آپ	کر و تدبیر وہ گو میان کہ میان ترک کریں
شوق سے آئین جو آنا ہو مگر آپ	ایسی تدبیر ہو ماما کہ نہ ہو نام میرا
کرتے کیون خدہ بین وہی بارگرا آپ	چوک میں چاک گریبان پہ چھانا کیسا

ایسا نسخہ کوئی بخوریز کر دم عقدا

جاتا محسن کار ہے در و در جگر آپ

لہ لکھو کے بھول ہیں۔ کس موقع پر چنبٹ گئے تھے۔ اسکا حال بی عقدا بیگم کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں ہے۔ یہ صورت اس قدر
جانتے ہیں کہ ارشاد ہونے میں کچھ دیر واقع ہو جائے تو یہ دوسری بات ہو۔ مگر تفصیل ارشاد میں یہ ہونا غیر ممکن ہے۔ محسن
علہ انگریزی قافیہ اردو میں اتنی اچھی بات ہو چارے اکثر احباب اسکو دیکھ کر چونک پڑینگے مگر اصلیت یہ ہے کہ بعض انگریزی
الفاظ نے اردو میں یہ دخل ناجائز اختیار کر لیا کہ وہ کسی کے ہٹائے ہوئے نہیں سکتے۔ اس کے ہم معنی الفاظ انوار و میں بھی ہیں
بالکل محدود ہو گئے ہیں۔ ڈر کا فعل بدل تو ممکن ہے مگر کوٹ پتلون۔ پلٹن۔ جرنل۔ کرنل۔ کپتان۔ براڈری۔ دسکی
اور ڈھام۔ پورٹ جن۔ شاہین۔ ریل ٹکٹ وغیرہ کیلئے اردو الفاظ کہاں سے لائے جائیں۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ انگریزی شاعری کی بنا
پڑنے کے باعث اردو میں بڑے خیل ہوتی جاتی ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ جہاں دونوں کا اتحاد ہے ایک تیسری زبان پیدا ہو جائے۔ محسن

رویت

طرح مشاعرہ علی گڑھ - وہ مشہور آل از بہت

یونو دنیا میں ہیں لدار بہت	کرتے مرزا ہیں مگر پیار بہت
شیخ جی کرتے ہیں تکرار بہت	آج دینگے اُنھیں ہم مار بہت
جال کی اُفسے نہ لچھو بلبل	گل بھی مشہور ہیں پر خار بہت
پُھل نہیں اُٹھتی اگر چھلے کی	پوچھو کیوں جاتی ہیں بازار بہت
ساغر حسن چپا ناگوئیان	ساک میں پھرتے ہیں میوے بہت
بل نہ ابرو پہ ہمارے آیا	وہ گھمایا کیے تلوار بہت
ایک لکسو ندین کسو دین	لینے والوں کی بھرا بہت
آج داروغہ کی کل ڈپٹی کی	رہتی گوہر کو ہے بیکار بہت
تم تو کسی سے وہ تم سے بگڑی	بچھ سے اُنکھے نہ موٹی نار بہت
بیڑیاں شیخ کی گرکٹ جائیں	وٹھوٹھ لے بندی بھی پھرا بہت
ہنسنے دے دے اُنکے رقیب	خار کھایا کیے بدکار بہت
پٹی سونوں نے پڑھائی اُسی	ہم سے آرزو ہیں سرکار بہت
منہ لگے گر نہیں مروتے اُنکے	لکھیرے کیوں رہتے ہیں غیار بہت

بادہ عشق میں عمقا بیگم
اب تو رہنے لگی سرشار بہت

لے بیگمات لکھنؤ کی زبان پر زندوں کے یہ مروت کا لفظ اکثر خوش لافت میں بولا جاتا ہے۔ جیسے چل مروت بہت مروت
پر زندوں کے لیے عام خطابات ہیں۔ اسی رعایت سے یہاں بھی لکھا گیا۔ کہیں سچ مروت سے نہ سمجھ لیتے گا۔ مروت

طرح مشاعرہ بریلی - زلفت پیاں سے ہے اُجھا دیکھیے ٹٹانے کی بات
 کرتے ہیں کیا کیا چب کر سرخ ہو جانے کی بات
 سوت کے ہاتھوں سے وہ منہ دی کے لگو آنے کی بات
 ہے پری شیشہ میں گویا - وہ اتر آنے کی بات
 اے پری حنا نم بوا - اُن کے پری خانے کی بات
 کرنے بیگم سے عبت ہیں روز پھسلانے کی بات
 ہے یہ دل ملنے کا سودا اور من مانے کی بات
 چُکنے والے ہیں ہری کے ہمسے مُٹھ آنے کی بات
 ہے سراسر شیخ جی یہ گھاس کھا جانے کی بات
 آئینہ ہو ہو گئی نواب صاحب آپ کی
 شعلہ خام سے وہ قبلہ - آئینہ خانے کی بات
 آئین نا کروا کے وہ آئینہ شانہ یار سے
 ہم نہ کہتے تھے کہ ہو گی موبوٹا نے کی بات
 سُن کے دوکانوں سے میری دی بڑھا اپنی دکان
 کان کے پردے پھٹے - سُن سُن مویے کانے کی بات
 سوت سے شکوے ہمارے - ہم سے شکوے سوت کے
 کرتے ہیں کیا کیا میان دونوں میں چل جانے کی بات
 کئے بھر بھر دی اُنھیں جو ہو گئے بالائے طاق
 وہ بُوا درگاہ دالی طاق بھر وانے کی بات

شوخی و لہار نے چشمِ حیا جو سے کہا
 ہو گیا ہونا تھا جو۔ اب کیا ہے شرمانے کی بات
 دونوں سے لڑ مرون کی باجی صاحبِ حیف ہے
 دوستوں کے دل میں ہے دشمن سے لڑانے کی بات
 رکھا جس کو ہر باجی گوہری نے پیٹ مین
 بھی صدف کے درج مین وہ دُر کے در آسنے کی بات
 سوت میاں سر مین بھی چو کی نہ سیلی بات سے
 ہے گھنٹی بد وضع۔ کرتی ہے گھن آنے کی بات
 ہم بھی خواب ناز مین کُنتے رہے بد ذات کی
 رات بھر کر نار ہا وہ گھات پر لانے کی بات
 جن کو ہم نے ٹھٹھا لگایا اُن سے یہ حاصل ہوا
 ہم سے کرتے ہیں نگوڑے اب وہ ٹھٹھا آنے کی بات
 سیدھے باتوں سے نہیں ہوتے بوالا توں کے بھوت
 لات جب تک کھانا لین اُنکو نہیں آنے کی بات
 پاؤ گی کیا گوہری ترپانے مین کھپانے مین
 آج ویڈالو جو ہو منظور کل پانے کی بات
 شوق سے آجاری گوئیان تو کمانِ محسن کمان
 یہ بھی تھی گوہر ہوا۔ کچھ آب اور دانے کی بات

بر طرح نواب شاہ جہان سلیم صاحبہ مخلص شیریں الیہ بھوپال محرم

سانی چین میں آکہ تیری یاد ہی بہت

<p>بھولے وہی ہیں جنکی ہمیں یاد ہی بہت دولہ تمھارا صغریٰ آزاد ہی بہت ممکن نہیں کہ ہونہ انیس دل حزمین جانے سے انکے گھر نہیں اُجڑا فقط مرا دیکھوں نگوڑا کرتا ہے کس طرح خون خجل خوش ہو کے سانس نہ کہا وہن سر شک گل بلبل کو فصل گل میں اسیرِ قفس کیا تصویر انکی کچھ نہ سکی پس ہو گیا</p>	<p>ناشاد یہ بوا دل ناشاد ہی بہت کرنا نگوڑا چوک میں برباد ہی بہت کسب ابھی ہوا ستم ایجا ہی بہت ویران خانہ دل ناشاد ہی بہت آرزو داندنوں ہوا جلا دہی بہت دم سے تمھارے گھر میرا آباد ہی بہت غافل خدا کے خوف سے صیاد ہی بہت شرمندہ اپنے فعل سے بہزا دہی بہت</p>
--	--

لبتی ہوں کرو میں بوا کج قرار میں
 محسن نگوڑا - قبر میں بھی یاد ہی بہت

روایت

طرح - پلک مار کر شیر کو دے پلٹ

فرادیکھیے قبل چلمن الٹ

لے خاکسار محسن کو جناب شیریں صاحبہ خلد آستیان سابق وادیہ بھوپال کا ایک دیوان ہاتھ لگ گیا تھا۔
 واہ کیا کہنا۔ یوں تو ہر ایک غزل سرکار عاید کی از ستر یا مرصع تھی مگر یہ غزل سانی چین میں آکہ تیری یاد ہی بہت
 راستہ کو بہت پسند آئی۔ لہذا اس پر کچھ عرض کی گئی۔ ۱۲ محسن
 ۱۵۰ اسمیں الٹ پلٹ کھٹ پٹ۔ سب قافیے ہیں ہمیں فرمائش کی گئی تھی کہ یہ غزل قافیہ کی ضلع بندی پر ختم ہو
 لہذا ہر شعر میں دو دو تین تین قافیے نشان کر دیے گئے ہیں ۱۲ محسن

<p> کہا باجی نے دُت نہ موئے دور ہٹ دلا دو مجھے لکھنؤ کا ٹکٹ کھٹا کھٹ موئے نے دیے توڑ پٹ یہ بھڑوا کوئی بھسا ندشہے یا کٹ کچھری مین جا کر مین بولون رہ پٹ وہ پیٹے ہی غٹ غٹ گئے جو لپٹ ریاست کا گردے اجازت بھٹ پالاک مار کر شیر کوٹے پٹ یہاں روئین کرنی کو گر جائے پٹ چھپر کھٹ پر کرتے ہن کا پالٹ میری بھی یہ ضد ہے نہ چھوڑو گی ہٹ </p>	<p> لگائی جو بوسہ کی مرزا نے رٹ بلا سے کسی کو روچت کہ پٹ کہیں شب جو ولین سکھٹ پٹ ہوئی بجاتا ہے دھولک موارا رات بھر کرین کر طوائف سے سٹ پٹ میان مین کٹ کٹ گئی بیگم بولین بٹوا ترقی ہوا مسال دولہ کی پھر ہے شیر خدا کا جو آنکھوں مین نور چھنا لون کی جا کٹ مین پاکٹ لگین یہ کروٹ کی آہٹ بلا ہے بٹوا شاست وہ مارا کرین جان جائے </p>
---	---

وہ بھڑوا سر بزم کٹ کٹ گیا
 رکھا عنقا بیگم سے جسے کھٹ

روایت

<p> نہیں کہنی جو رنج کا باعث کچھ تو ہے شرم کچھ حیا باعث </p>	<p> مین بھی آخر سنون تو کیا باعث اور کچھ بھی نہیں بوا باعث </p>
---	--

۱۔ بحث ٹکٹ وغیرہ انگریزی قافیہ مین۔ مگر اردو مین ایسی جڑ پکڑی ہے کہ کسی کے محلے سے نہیں
 کھل سکتی راء اُنکے فہم البدل ملین گے اور نہ وہ ٹکٹین گے۔ جب ایک زبان دوسری زبان پر صرف
 مگر ناجا ہی ہے تو اسکی ابتدا ایسے ہی لفظوں سے شروع ہوتی ہے ۲۔ محسن۔
 ۳۔ خدیجہ شاعر کی جان اور ایک غمزدہ کی داستان ہے جسکو عنقا بیگم نے خوب ادا کیا ہے ۴۔ محسن

جس سے مطالب تھا بلا یا کیوں نہیں کسی کی کچھ خطا باجی نظرِ لطف کیوں نہیں ہم پر سوختہ ہو گئی مین جل عین کر گھر سے رہتے ہیں رات بھر غائب شیخ جی کے مین کانٹے بڑی ہوسے	میان تیلایمین لو ذرا باعث دو لہ بھائی کی عواذ باعث کچھ نہ بیگم ہوا کھلا باعث آگ لگ جائے جو ہو باعث ہے وہی خانگی ہوا باعث ہے وہی پھوٹ کا موا باعث
---	---

کیوں ہر افسردہ آج تو محسن
کچھ تو کہہ - بندہ خدا باعث

رولیف جیم

طرح - اچھا وہ ہے جو کرد و شرافت و سراج

پیشانی دل - ہاں ہوا - دکھلائے اثر آج آیا ہے میرے گھر وہ بوار شک قر آج جائے تو سہی مرزا موارندی کے گھر آج زناخی کا اس حسن پہ پرسان نہیں کوئی کیون آئینہ جگ بھر مین نہ ہو جائی ہو بیگم دور وہ پہ وہ بدنام ہوں دنیا بھی ہو درپے	آئین میان بھائے ہو ہے ہاتھوں سے بکرا آج ما حشر نظر آئے نگوڑی نہ سحر آج واللہ کہ برپا کروں گھر بھر مین بین اثر آج پڑتی ہے حسینوں کی دوگانہ پہ نظر آج جو بات نہ کرنی تھی - وہی آئین نہ کر آج پھوڑینگے مگر شیخ جی رنڈی کا نہ در آج
---	--

لے ایک سن رسیدہ - بخیدہ اور فہیدہ بیگم صاحب کا یہ مصرع اچھا وہ ہے جو کرد و شرافت سے سراج و ایک ٹوٹ
کھنکھنے کے دل پر جسون مین طرح قرار پائی تھی جس پر خوب گفتا نیان ہوئیں - اور داد سخن دی گئی - اللہ اللہ کیا زمانہ
آئے اب وہ سورتین خود بامین بھی نظر نہیں آئیں ع رفت منزل بد گیس پر دانت ہو محسن

سفلون کا بواؤت ہوتا ہے نازک ہوتا ہے زمانہ	اچھا وہ ہے جو کرتے شرافت سے بسر آج
جو خشک تھا بے بر بھی تھا۔ بزرگ تھا باجی	لا رہا ہے وہی شجر متاں سپر آج
بکلی ہے بھیجھو کا ہے بلا ہے موٹی کسی	یہ برق بواؤت کھینچے کرتی ہے کدھر آج
ناری سے بھی بدتر ہے وگرتہ موگوان	روزی جو کمالا لائے وہی مرد ہے نر آج
انویسی ہے گوری نہیں۔ گوری نہیں ٹڈی	اسپر بھی ہے سرکار کی منظور نظر آج
جب سے پڑی خورشید موٹی شمع کے بس میں	سوج کی طرح جلتی ہو۔ اونی گھڑی ہر آج
دوسو تین ہیں دوڑنڈیاں ہیں تین متاعی	پیدا تو کوئی کرے ہمارا صاحب گر آج

یہ رنگ تو محسن میان حصہ ہو بھٹارا

واٹھ نہین ریختی میں متاں بسر آج

مشاعرہ شکر گو الیا ر بر طرح۔ پھولے نہیں سہائے گل پیر میں بن آج

کیونکر لگے دنگ بواجی بدن میں آج	مجرے کر رہا ہے نگوارا چمن میں آج
بھر بھر کے چمین کسی کی دزرات شمع جی	بٹہ لگایا آپ نے اپنے چمن میں آج
ڈاڑھی میں بال تک نہیں۔ بوچھین ہر کان تک	کیا کیا نکھار ہیں بواؤت اپنے چمن میں آج
لوار اور تیر کی کثرت میں برق ہے	کس فن کی ہو کمی میرے ناؤ کفن میں آج
فخ کے چمن سے ہو کے گودشت زلف میں	بستی سے دولہ آگئے کالون کے نہیں آج
یرے کباب کھاؤ گے یا کھیر سوت کی	میں بھی تو شش لونج دولہ میان کیا ہو نہیں آج
ل تک تھا جتنا قول اشرفی سے بھی سوا	ہے سولہ آنے جھونٹھ انھیں کے چمن میں آج

ہ شکر گو الیا ر کے پھول۔ ابتدا سے شمع کا نور اور میان حیرت کے مشاعرہ کی باد کا روبر۔ یہ چند حصہ صاحب تخلص بہ قلم

میں کی بہت تعریف کرتے تھے۔ اسی وقت کو خوش کرتا۔ خوش کر دی دیکھ کر ہمارے دوست جہاں میں خوش و خرم رہیں مسکاتے

کوئی نکلو رخصت کی کرتا نہیں تلاش ہوئے رنج میں جو چھٹا لون کے وہ پھٹنے بستر ہے مال زادی کو گھر سے نکال دو تیغ حسین کیتی تھی تو سن سے بار بار کیا کیا بزم یار کا بنے سنگار ہم گلشن میں دخت رز سے ہوشغول کوئی پھول عنقا سی رہی بو احنقا ہے آج کل	پڑتی نہیں نظر جو انکی ہو مال و دھن میں آج یون دیکھتے نہ بندی کو رنج و دھن میں آج دعویٰ کرونگی ہر کاور نہ سیشن میں آج جو ہر دکھاؤنگی میان تھم جاؤرن میں آج نام خدا جو ہوتے اگر ہم وطن میں آج پھولے نہیں سماتے ہیں گل پرہیز میں آج ہے لکھنؤ میں ایک موئی اپنے فن میں آج
---	---

دو چار میں نہیں ہوا کہ دون ہزار میں
محسن سا دوسرا نہیں شعر و سخن میں آج

کسبہ جھپٹا ہوا شکاری آج آدھی برسہ بٹھاری ساری آج سوت کو بھیجے سواری آج دیکھ لی ہمنے شب کی بیداری سے دل آرام دیتی ہے آرام ایسا مارا موئی کو پھر سرتی ہے کل کی گردھاری چھوڑ دو کل پر ایسی بے خبری۔ ادنیٰ معاوضہ	جھج پر جھج کس نے ماری آج دیکھ لی ہمنے ساری پیاری آج ہے اسی روسیہ کی باری آج مانتی کیوں نہیں وہ واری آج کیوں نہ بلو اکین ام۔ پیاری آج ماری ماری بٹھاری ماری آج دیکھو کیا دیتے ہیں مراری آج نہیں لیتے خبر ہماری آج
--	---

سلہ بریلی کے ایک پرانے مشاعرہ کی یادگار ہے۔ جسکی طرح غالباً یہ بھی کہنے کی گل سے ہٹا ماری آج
اس میں بھی خاکسار محسن نے بڑے بڑے استادوں سے خراج تحسین وصول کیا تھا۔ ۱۲ محسن

<p>اُٹے اُٹے ہوئے ہیں شوق اُنھیں کیون نہ بلو دیا مال زادی کو ہوتی دل میں نہ گروہ پرودہ نشین کل چمن میں تھی گل کے پہلو میں خاکساروں سے ہے ملال اُنھیں ہاے افسوس چھٹ گئی عتقا</p>	<p>لوٹے بلوائے راس دھاری آج کبھی کیا ہو گئی دُلا ری آج بجھسے کیون ہوتی پردہ داری آج شبو پھرتی ہے اری۔ اری آج ملی مٹی میں۔ خاک۔ ساری آج رہا حسن بہ اشک وزاری آج</p>
---	--

راست کہتی ہوں آپ کا عتقا
حصہ ہے رنجنی نگاری آج

رویت چ

<p>اب نہ آؤنگی کبھی اُستاد کی چالونکے بیچ صاف بیچ جاتا ہو گورا سیکڑوں کالونکے بیچ پھانس لیا ہو نگوڑا۔ پیار کی چالونکے بیچ سوت کی بڑی۔ بھری ہو آج ان کالونکے بیچ بگڑے اب کیا کیا بوا۔ دو چار ہی سالونکے بیچ بھیجے خط سو کن کے مجھ کو۔ ڈاکر شالونکے بیچ آج پھر شکر خدا۔ ہم بھی ہیں خوشحالونکے بیچ چلتے پڑے ہیں مجھے لانے ہیں چالونکے بیچ</p>	<p>آج دینی تعلیم گت گت کی مجھے تالونکے بیچ چوم کر زلف دو تا بچستا نہیں چالونکے بیچ میں تو خود کہتی ہوں باجی خاک اُون شیخ پر بھولا پن خود کہہ رہا ہے۔ سرخی لب حضو ہوتے تھے دو چار دولہ پہلے کیا کیا پیار سے خوج لون شالین کسی کی میں بواشل ہو گئی اپنی بد حالی پہ گویاں تھا فلک نالہ کنان بات ہے بگڑی گھڑی کی۔ صاف چو ہو گئے</p>
--	---

لے ایک شاہد بازاری نے اپنی شوخی اور چلیپن کی بدولت یہ مصرع تصنیف کیا تھا۔ اب دُلاؤنگی کبھی اُستاد کی
چالونکے بیچ ڈانٹاں وقت کہ یہ مصرع حسن کے ہاتھ بھی لگ گیا اور پوری غزل تیار ہو گئی۔ ۱۷۸۵

سنتے ہی ہے چٹن ہو کر آگے ڈولی میں ہم
کس بلا کا ہے اگر محسن تیرے نالوں کی

روایت ح

مصرع طرح۔ شب بھر گزارا ہوا دیوار کی طرح

بل کھانا اُن کا کاکل خدار کی طرح	کیون بچ و تاب ہو نہ ہوا مار کی طرح
ہو نوج کوئی ناکہ مردار کی طرح	پھر فی ہے جھومتی ہوئی سرشار کی طرح
اقرار کرتے ہیں میان انکار کی طرح	کہتے تو ہیں نہ آنے کی آتے ہیں پر ضرور
خار بہا رہیں مجھے گلزار کی طرح	ہیں خار سے خراب نگور سے خزانے پھول
بندہ نواز بند ہی کی سرکار کی طرح	مکمل نہیں کہ لاکھوں میں ہوا ایک ہی ہوا
بگڑی ہوئی ہے اندون دلدار کی طرح	کرتے بگڑ بگڑ کے ہیں بستر اٹھل بٹھل
شب بھر گزارا ہوا دیوار کی طرح	انگیا کے گھاٹ تک نہ رسانی ہوئی نگر
ہو جانا تم نہ کسی مڑدار کی طرح	بائیں اُچھال چھکا کی پڑونگے پن کی ہیں
کیا خوب آج آئی ہے اخبار کی طرح	بولوں کی دولہ بھانی سے لکھیں غل غل
چھٹی ہے دل میں نشتر خونخوار کی طرح	چل پھر پھاری آنکھ کی مرزا جی قہر ہے
یا سوکھ سوکھ ہو گئے اب تار کی طرح	کیا موٹے تار سے ریل کا بجن تھر تھر جی

۱۵۱۰ کے چھپڑا ہے عجیب مسخر ہے وہ

ہو نوج کوئی محسن مکار کی طرح

لے لکھتے ہیں ایک نواب صاحب کی ششودہ پری رخسار کے یہ مصرع تصنیف کیا تھا۔ شب بھر گزارا ہوا دیوار کی طرح
نواب صاحب چونکہ خاکسار محسن کے کہ مفر سے قدیم تھے۔ لہذا آپ کی فرمائش اور کوشش سے پوری غل تیار ہو گئی۔ محسن

رویت خ

مصرع طرح رہا سب میں میرا مسلمان سرخ

لال کرے کا آج سامان سرخ	دیکھ کر ہو گیا وہ نادان سرخ
لالہ پہنے ہوئے تھے سرخ قبا	تھا جو شہو تمھارا دامان سرخ
لال کر تے ہیں عکس بیگم کا	ہو گیا دیکھتے ہی کپتان سرخ
باہی بہا سے لالہ گون سوترے	ہو گئے بلخ اور بدخشان سرخ
سایہ عزرا کا پڑ گیا جو کہین	ہو گئیں دیکھتے ہی اتان سرخ
آج ساون کے سرخ چھینٹوٹے	نظر آتی ہے بادستان سرخ
سرخ دستار کی کرامت ہے	ہو گئیں جو بوا مغل جان سرخ
رنگ ہندو کا اڑ گیا باہی	رہا سب میں میرا مسلمان سرخ
کہو سا قن ستہ سرخ مے لائے	آج جوڑا ہو نہ سب جانان سرخ

سرخ سایہ پڑا جو آپس کا

ہوا محسن بوا گھر جان سرخ

رویت وال

طرح - آ کے بجا وہ فتنین قیس ہوا میرے بعد

یاد رکھنا یہ میری بات بوا میرے بعد	دور بدر بھیک ہی مانگے گا مورا میرے بعد
------------------------------------	--

سے وصلہ پراوٹ مشاعرہ کی یادگار اور اسوقت کی ہمارے کہ جب آثار و سپہ کا پندہ میر فرخت ہوا تھا موزنی اور روانی طبع کے لیے اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ ہیکری شکم میر کا لڑائی اور آسودگی ہو خوش فزنی اور خوش طبعی جس کی فراج افسانہ کے لیے سخت ضرورت ہے صرف اٹھن حالتون میں اپنا جو ہر دکھائی ہیں۔ اور جناب جب آقا قین سیکار ہو تو پھر یہ باتیں کہان۔ سر عرس نہ کو تم فسانہ ہیں ہم لوگ۔ ۱۲ حسن

کبھی کیا کیا نہ لگائے گی بلا میرے بعد
 پھول کھلی دوہ چڑھائے مری تربت پہ بھی
 بوا کیا کیا نہ بگاڑیں گے گھرنڈا اپنا
 ظلم سہ سہ کے چھنا لوں گے پشیمان ہونگے
 مین ہوا اُنکے لیے شوق سے لون اہ عدم
 رنگ کیا کیا نہ موئی لائے گی مہندی بیگم
 سانس چھوٹے اگر شمع تو مٹھ فوج لون میں
 پانی ہو ہو کے کہیں گی یہ جھانپیں قبلہ
 ستم یار سے کتنی ہے وفا کی حسرت
 ہاے نواب ستمگر کی کدورت نہ گئی
 سٹھ لگے بھڑوے بنائینگے نہ کیا کیا اتبر

ریش میں کون لگائے گی خامیرے بعد
 ایسے سو کن نے دیے پھول پوٹھا میرے بعد
 لوٹ لیگی موئی کسی کی ادا میرے بعد
 میرے جینے کی وہ مانگینگے دعا میرے بعد
 راہ پر لائے جو دولہ کو خدا میرے بعد
 خون تھوکے گی ہزاروں مین خامیرے بعد
 کہتا سب کچھ بڑا پھرتا ہوا میرے بعد
 جوش پر آئے گا جب خون قح میرے بعد
 ہوگی اب کسپہ نگوڑی یہ جھانپیں بعد
 ہوگی حسرت کی لب گور صدا میرے بعد
 چوک جا جا کے نہ ہو جائینگے کیا میرے بعد

جیتے جی شرم نہ محسن کو جب آئی گویا
 خاک آئے گی نگوڑے کو حیا میرے بعد

رویت ڈال

مازلت کے ہیں تو سپار کے لاڈ | کیا کہوں میں بوا جی یار کے لاڈ

لے لکھو مین ہزارا نواب اور ہزارا بیگمات ہیں۔ وہ غریب لوگ جو صرف پانچ یا چھ روپیہ ماہوار و شیقتہ پاتے ہیں
 وہ بھی عام طور پر نواب کہلاتے ہیں اور انکی مستورات بیگم صاحبان نہ ہکن سہ کہ وہ بھی کسی زمانے میں رئیس
 ہوں مگر انکی شرافت اور اعلیٰ خاندانی میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ انھیں میں ایسے بھی ہیں جو لڑ ساسے اعظم ہیں اور
 ہزارا روپیہ سرکار سے پاشیں ہیں۔ خاکسار محسن کو جو صوبہ رزاک انھیں زیر گوئی ہے۔ میں ہزارا ہزار لکھا دیوان انھیں حضرت کے
 جاسون کا نوٹو جو تاہم کاروے سخن کی خاص نفا صاحب یا بیگم صاحبہ کی طرف نہیں ہے۔ اور میں جو تمام میں نے بھی ہیں محسن

کیون نہیں کہتے صاف مطلب کی فصل گل میں جنوں کا جوش ہوا بد ہے گوئیان تو کفش پر بار دیکھو بلیبل نگوڑی خاطر گل ایک رو دتین اونی بوا۔ حد ہے ایک میں لطف ہی جو نہ جانے میری چیتوں نے شیخ کے سر سے	میری چڑھ میں نگوڑے پیار کے لاڈ ہوے دشمن موئی بہار کے لاڈ کیون اٹھاؤ موہے چار کے لاڈ سستی پھرتی ہے خار خار کے لاڈ کس طرح اٹھیں چار۔ چار کے لاڈ میں عبث گوئیان تین چار کے لاڈ خوب اٹھوائے مار مار کے لاڈ
---	--

ایک محسن کا بس ہے نہ جانے
بھارت میں جا نہیں۔ چار چار کے لاڈ

روایت دال

بندی کیونکر کہے گوئیان نہیں سرکار لذیذ پھولتا پھلتا رہے وہ گل گلزار لذیذ بار باری کے لیے جمع ہیں در پر پر بیان قبل نسبت کے ذرا دیکھ لو لڑکے کو بوا گل رخسار کا کرتا ہے وہ گلقد طلب آفت دید ہے آنکھوں کی نگوڑی چل پھر	ڈاکھ اپنا ہے انہیں۔ اٹھیں انھیاری لذیذ ریش لہور کا تو بندی کو ہی ہر خار لذیذ کیون نہ ہو رشک پی یاد کا دربار لذیذ اچھا تک سکتا بھی ہو رکھتا ہوں خسار لذیذ ڈھونڈتا پھرنا دواس ہے دل بیمار لذیذ دیدے پھوٹیں جو نہ ہو شوخی دیدار لذیذ
---	--

عقبا سلیم نہیں دانستہ۔ بتاؤ گوئیان
کیون نہیں لگتا ہے وہ محسن بدکار لذیذ

سلہ برنجی ایک نہایت ہی لذیذ ہلسیہ کی یاد گار ہے اور اہر جسے نہانا خوب لذت حاصل ہوتی ہے اس محسن

روایت

<p>ابراٹھا ہے گرے قطرہ باران سر پر کرتے کیا کیا نہیں۔ وہ بچ کے سالان سر پر ابے جائیں گے چھنا لون کی گلی میں مرزا حسرت دید ہے جان تن سے نہ نکلی گئی بکڑے تیور ہیں ابھتے ہیں خفا ہوتے ہیں ساتھ رندی کے چلے مرزا جی کشان کیا چٹکیان صاف کے دیتی ہیں دل کی ہے اب فسرنگی میں بواخت پیہم باجلدا</p>	<p>گوئیان ہشیار کہ ہو عیش کا سالان سر پر رکھتے لالاہین بوار و ز مغل جان سر پر قسمیں کھاتے ہیں بوار کھتے ہیں قرآن سر پر کیوں فرشتے ہیں لیے موت کا چالان سر پر شیخ نجی کے ہے بوا آج بھی شیطان سر پر دہنا بعلون میں دبا ہے ہوے بلایان سر پر پیرو مرشد ہے وہی آج بھی شیطان سر پر کبھی رکھتے تھے یہاں تلج مسلمان سر پر</p>
--	--

غم کی تصویر بنا محسن بیدل باجی

مثل آئینہ کھڑا رہتا ہے حیران سر پر

بر طرح جا صاحب - ناز پڑھ پڑھ کے تو گناہوں سے تو بہ اپنی بوا کیا کر

عجب بلایا میں پھنسی ہوں گوئیان میں اس نگوڑے سے دل لگا کر

یہ دو نو پھوٹیں جو رات سوئی ہوں میں پلک سے پلک لگا کر

نہیں گرساں نہ تو کیا ہے یوں بھی مجھ پر عذاب آیا

خسہ ہے ایسا موار کا - ستا تا کیا کیا نہیں ہے آکر

لہ لکھ گواہ کے ایک مشاعرہ میں پڑھی گئی تھی۔ ۱۲ محسن

۱۳ صاحب مرحوم کی طبع پر محسن نے کئی غزلیں لکھی ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے۔ اگر جان صاحب کی
 رنجی کو اسکے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو دو دو کا فرق بہ آسانی معلوم ہو جائیگا۔ ایک سے یہ واضح ہوگا کہ کسی
 محل کی رہنے والی بد نصیب بیگم کا ذکر ہے اور دوسری سے ایک شوخ طبع منہ پھٹ بھاری کی شش گالیان

خدا نے چاہا تو روٹیوں کو پھرے گی دُور دُور تو ماری ماری چندو
 اڑائی شوہر کی خاک مٹنے۔ جلا جلا کر جلا جلا کر
 یہ کس گھٹنے سکھائی ٹکڑے کبھیوں کی سی اوچی کرتی
 کھلا ہے پیٹ آدھا اونٹی نگوڑی۔ ذرا حیا کر ذرا حیا کر
 کھلے ہن ایام حیدری کے۔ پڑی ہے گھر میں وہ شجہ جی کے
 جلائین گے ہم چہرا غمگی کے ضرور مسجد میں آج جا کر
 بلا کی شوخی زبان میں ہے ستم کا جادو بیان میں ہے
 وہ موتی آن زبان میں ہے کہ مار ڈالا بٹھا بٹھا کر
 لگا لگا کیا وزیر بیگم۔ نگاہ خونی کے تیر بیگم
 بنایا دل کو اسیر بیگم۔ کمان ابرو چڑھا چڑھا کر
 بگاڑتی کیوں ہے اپنا جو بن۔ ہے چند روزہ ہوا سے گلشن
 نہ سرمہ مٹی نہ پان ساقن اری دوانی حسد احدا کر
 نہ دل ہو کیونکر کباب شب بھر۔ شباب بہکو عذاب شب بھر
 پلائے ہیں وہ شراب شب بھر موتی چھٹا لیں بلا بلا کر
 نہیں یہ جھوٹی کہانی میری۔ یہ لکھ لو صاحب زبانی میری
 جو آج بھی گزشتہ میری۔ تو زہر کھانوں گی میں منگا کر
 نہ آنے کی تھی اگر سمائی۔ خطوں کی بھر مار کیوں لگائی
 ڈرائین ہم کو نہ دو لہ بھائی۔ ہوا کے گھوڑے اڑا اڑا کر

بقید ماشیہ صفر ۱۳۸۵ ہوئی جنگو وہ نگلیان ٹکڑے کا کرچون دہراں آواز ادا کر رہی تھی۔ اب جنابہ آواز دیاں کمان میں

کبھی نہ سکھ پائے مال زادی۔ وہ دیدے پھوٹی حرام زادی
 بگاڑا جس نے ہے اُنکو دوسری۔ لگا لگا کر بچھا بچھا کر
 بہار گلشن عیان ہے اُس میں۔ اداسے بلیل نہان ہو اُس میں
 وہ عہقا بیگم زبان ہے اُس میں کہ مار ڈالا بھابھا کر

ایضاً

وہ اُٹے اُٹے سبق سنائے کہ مار ڈالا جلا جلا کر
 بگاڑا کبھی نے اُنکو باجی سکھا سکھا کر سکھا کر
 بنایا ہمنے بھی اُن کو ایسا کہ رہے دُشمنے بنا بنا کر
 وہ خاکٹے بھیجے گی مال زادی پڑھا پڑھا کر پڑھا کر
 بوا یہ بیگم ہے لکھنؤ کی۔ بڑی ہے دھوم اسکی گفتگو کی
 ذرا جو آنکھ اُس سے دو بدو کی تو اُس نے مارا جلا جلا کر
 گھر سیانی تو ہو کے جانی۔ حشر اب کرتی ہو زندگانی
 جوانی ہوتی تو ہے دو دانی۔ مگر نہ یوں شرم بھون کھا کر
 نہ سنیے باجی خستہ عزم۔ دل و جگر بہن نشاۃ عزم
 یہی ہے ہر دم ترانہ عزم ملا دو پی کو کہیں سے لا کر
 کہاں سے لائے گاد مواوہ۔ بڑا ہی دسباز ہے بواوہ
 سراپا سلفہ مواوہ۔ چرسنگوڑی اڑا اڑا کر

لے لکنا بھاننا یا لگائی بھائی کرنا لکھنؤ کا محاورہ ہے ۱۲۔

لے دشمن کے گھر میں اکثر خاک پڑھوا کر دانی جاتی ہے ۱۳۔

ہو رو برو یا کہ دو برو کی۔ نگوڑی ہے بات آبرو کی
 اڑا کے درہلی میں لکھنؤ کی بگاڑا کیسا بنا بنا کر
 یہ منہ کو ڈھک ڈھک کے روٹا کیسا۔ پرخ کا شکوٹے ٹھوکیسا
 نہ ہونا تھا جو وہ ہونا کیسا۔ مین کیون نہ مر جاؤں نہ ہر کھا کر
 یہ نہ بختی ہے۔ پری ہے یا گل۔ زبان ہے باجی کہ مست لیل
 سرور میں سہی بہار سنیل۔ شمیم محسن اڑا اڑا کر

طرح صادق الاخبار ریواڑی۔ رکھنا سنجل سنجل کے قدم و خیال یار

<p>کیا کیا ملول کرتا ہے گویاں ملال یار رشک جمال یار مگر ہے کمال یار شتاق دید ہوں مجھے بس ہے جمال یار ہوتا وصال میں بھی ہوتا نکو وصال یار گھٹی ہو خوب سوت ہی کو گھٹن مال یار کھاتی امیر جان ہے کیا کیا مال یار فقر ہے ہمیں بناتی ہے کیا کیا چھناں یار رکھنا سنجل سنجل کے قدم او خیال یار اتر سا ہوتا جاتا ہے ہر روز حال یار کیا خوشنما میں چہرہ موزون پر حال یار</p>	<p>سے جو مکین خانہ دل میں خیال یار بے مثل و بے نظیر ہے بگیم جمال یار از بفت چاہیے مجھے باجی نہ شال یار لکھا کیا ہے رشک ہم کو شہیدان نام پر پکتی ہیں روز گھر میں نگوڑی کو کچڑیاں مگرے سناسنا کے جاتی ہے رنگ وہ چالین ہماری گھات کی ہے اڑا۔ اڑا کانٹے بچھا دیے ہیں چھنا لوں نے راہ میں صحبت میں چیلکی والی نگوڑی کی آفت بوا بانے سپاہی کالی سے وردی ہیں مین منور</p>
--	---

طرح صادق الاخبار ریواڑی میں خاکسار محسن کی اکثر خامہ فرسائی ہو کر تھی اور قریباً ہر مہفہ ایک نہ ایک نئی شائع

ہوتی تھی۔ اور لطف یہ کہ اسی طرح پر جو ایڈیٹر صاحب کی جانب سے اخبار میں دی جاتی تھی۔ ۱۲ محسن

پچند سے مین کس چھمال کو وہ مین پچھنے ہو
کھو لو تو واری شیخ جی تم آج فال پار

محسن کا در در کھتی ہوں کج مزار مین

مر کر بھی گوئیاں حیف نہ چھوٹا خیال پار

سب سے دل مین حسرت کمال گوہر ہوں عاشق خسہ حال گوہر

ہوئی ہوں غم سے ند ہال گوہر۔ دکھا دو گوئیاں جمال گوہر

نہ کیوں ہو بیخ و ملال گوہر۔ نسا پا دل کا سال گوہر

اٹھائے سو سو وبال گوہر۔ ہوا لیسکن وصال گوہر

حسین بھی مین جوان بھی مین۔ جبین پر شاہی نشان بھی مین

او اکین بانگی مین آن بھی مین۔ مین واری انکو نہ ٹال گوہر

نہ خاص کرے مین لائے جاتے۔ کہیں تو دم بھر کو چین پاتے

نہ شکوہ کرتے تو زہر کھاتے۔ بڑے ہوے وہ نہال گوہر

بٹاٹھا سو سو کا حصہ سب مین۔ تھے جلتے استاد سا چہ شب مین

یہ نہانکہ جی مین بڑے سب مین۔ اڑانی دو سو کی شال گوہر

دیے تھے راجہ نے ہاتھی گھوڑے۔ تمہاری قسمت کی جوڑے توڑے

جلین جو دشمن ہو انکوڑے۔ کلیجہ لون کی نکال گوہر

۱۔ ہمارا راجہ صاحب دتیا کے ولید بہادر کی شادی کے موقع پر بی گوہر جان کلکتہ سے بلائی گئی تھیں اور رخصتہ آپ کو
ہمارا راجہ صاحب کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ نقد ایک ہاتھی کئی گھوڑے اور رہتیں عطا ہوئی تھیں۔ اندرون محل سے
منجانب اپنی صاحبان یعنی نذر باد پور کے زیورات و جواہرات عطا ہوئے تھے بی گوہر جان کو اپنی تمام عمر میں کبھی ایسی حاکم نہ تھا جس سے
سابقہ بڑا تھا۔ لہذا وہ اس گران با عطیہ پر جس قدر رش و ناز کرنی بجا اور لازم تھا۔ بی عنقا بیگم نے بھی اس خوشی میں کچھ
کم حصہ نہیں لیا اور جھٹ اپنی گوئیان کو ایک ریختی لکھو بھج دی۔ جو بقول رادی گوہر جان نے بھی پسند فرمائی تھی۔ ۱۱۔ محسن

بلا کے رنڈی کو روک لینے۔ نہ کیا کیا پھیتی کی لوگ لینے
 وہ جوگ کیا معنی سوگ لینے۔ بڑی ہے سلیم چھپاں گوہر
 اگر مصاحب پڑھانہ دیتے لگانہ دیتے۔ بھجوانہ دیتے
 وہ اُلٹی گنگا بہانہ دیتے۔ کھلا کے رنڈی کو مال گوہر
 موٹی نے پہلے کیا تھا ڈپٹی۔ جو چھوٹا ڈپٹی تو جج سے پلٹی
 کسی سے چپٹی کسی سے جپٹی۔ بُرا ہے نیلم کا حال گوہر
 بلانی بھڑوسے نے پھر وہ رنڈی۔ زبانی بھر کا ہوا ہے ڈنڈی
 مین جانتی کر کہ ہے پکھنڈی نہ رکھتی ڈاڑھی مین بال گوہر
 اڑا کر اڑا کر شراب جن کو۔ جگا جگا کر گلوڑے جن کو
 دکھائے شب کے سماں جو دن کو۔ ہوئی مین قائل کمال گوہر

سخن کی دُہن بہار پر ہے۔ بہار مضمون اُبھار پر ہے
 کلام محسن نکھار پر ہے۔ غزل کی حسرت نکال گوہر

بڑی طرح مشاعرہ علیگڑھ۔ رنگ لایا جو دوپٹہ ترا میلہ ہو کر

ناچار نڈیوں کے سامنے نگاہ ہو کر جائیگا شیخ گلوڑا بو اسیدھا ہو کر کرنی مغلائی کی بھی چھو کر ہی سو ہو کر یہ رسیلا یہ رنگیلا۔ یہ جھیلما ہو کر	زیب دیتا نہیں مرشد کو یہ آقا ہو کر شوخیان کرتا ہے مجھے بواگدنا ہو کر باز آتا نہیں دولہ میرا بوڑھا ہو کر پھٹکی والی یہ پو امر تاج مرزا ہو کر
---	--

لے علیگڑھ کے چلیا جو انون کا مشاعرہ بزرگان فن کا اجتماع۔ ظرفہ۔ دن اور ول کی بازون کا جو غرض سب کے
 اخیر میں یہ بھی بڑی اعلیٰ تھی۔ جسے محفل کا رنگ ہی بدل دیا۔ اسکے آگے ہم کچھ نہ کہتے۔ ۱۲ احسن

جب سے کُجرن کو کیا شیخ نے شیدا ہو کر
 چلے اے ماما کہو اُس بُت بیدار دے تم
 رات گلفا م نے شیشے میں اُڑائی ایسی
 باجی نے مُنہ نہ لگایا تو گھوڑا کھسکا
 یہی رو نہا ہے کہ خط بھی نہیں آیا آیا
 باجی صاحب ہو گلستان میں تنہا و گلاب
 یار نے وہی مجھے چلنی ہوئی چاند کی گھٹی
 داغ لالہ جی نہیں دیتے یہ کیا کیا بجو
 ہمتو جون کا کل پہچان میں خمیدہ خود ہی
 صحبتِ دخترِ زرین جو موے نے چھیڑا
 ہمہ پہن جو رستم اور چھٹالون پہ کرم
 دیکھتے ہی بوا بتائی دل کی خالت
 کیا کہوں کو کلا بیگم کی کہانی گوئی ان
 بیگلی دور ہوا سے قبلہ عالم جو کرو
 نہ کیا سی بوا چھوڑو نگہ نہ اودا چھوڑو نون

رہ گیا سو کلمہ کے اچھوڑ کا چھلکا ہو کر
 جانا کا شانہ لوٹدی سے خدارا ہو کر
 آگئی سبز پہی قاف سے مینا ہو کر
 نوج نکلے کوئی یون بزم سے ہلکا ہو کر
 اور بھی دن گئے دو چارہ مینا ہو کر
 آپ کے جسم سے ٹپکے و دپینا ہو کر
 آگیا چال میں چلتا ہوا پُر زار ہو کر
 رشک گل۔ گل تمھارے گل لا لا ہو کر
 کیا کر گیا کوئی بانکا مودا اٹیس رہا ہو کر
 گر پڑی گوہری خمور سی گویا ہو کر
 حیف صد حیف کہ کیا ہو گئے تم کیا ہو کر
 انکی تصویر بھی مونس ہوئی گویا ہو کر
 پڑ گئی زار کے بس میں مونی عفتا ہو کر
 کچھ علاج دل بیمار سبھا ہو کر
 کیا کر گیا وہ مرا نیلگون پہیلا ہو کر

کچھ نہیں شاعر گستاخ سے امید وفا

لگتا محسن ہے مجھے زہری پڑیا ہو کر

طرح مشاعرہ علیگڑھ۔ لے جنون ہم یاؤں پھیلا تے ہن چادر لکھ کر

اے شاعرانِ شیریں بلع علیگڑھ کوڑکی رودف کی بہت ضرورت تھی۔ لہذا یہ مشاعرہ مجھے سب کی رلیف میں منعقد ہوا تھا
 اور بزمِ مشاعرہ بزمِ اندر کا سامان دکھائی دیتی (محسن)

چون کلی وہ کل کین بخت سکندر دیکھ کر
 ساری باہر دلیان آئین نہ اندر دیکھ کر
 پھولے پھولے پر کا بچی شاخ گل پر دیکھ کر
 خاطر حسن گل تر آگے جانا ہے عبث
 کیا کون کیون ہو گئی مین کشہ تیرنگاہ
 ہنے جانا آگین بھجونی پردہ نشین
 یا کلائی دیکھتے تھے یا ڈلائی اور ڈھلی
 روٹی کپڑے کو بھی اب بگیم پو محتاج ہے
 نہ مہنی تھی یا کہ رخ مین دیکھ کر تبت ہو گئی
 اس طرح باجی نہ مانوں حیف اپنی آنکھ سے
 کیا کون کیا کیا نہ بچلے آج لینے کے لیے
 روٹی کپڑا دوا سے گھر مین بھی رکھو ستا کو
 اسکو رکھا اسکو چھوڑا ہے نگوڑا ہو خوا

آپ کی تصویر کو آئین نہ اندر دیکھ کر
 آئینہ خانے مین تجکوا سے سکندر دیکھ کر
 نامہ لایا ہو گارین سمجھی کو تر دیکھ کر
 جانب بلیا بوا گل اسے باسر دیکھ کر
 رسم کی خوا آپ مین ہر منور دیکھ کر
 سر سے ہاتک زیر چادر نکو گو ہر دیکھ کر
 پاؤں پھیلانے لگے تیار بستر دیکھ کر
 آگئی تھی چال مین ڈپٹی کلکتر دیکھ کر
 آپ کو مندر کے اندر شام سند دیکھ کر
 لونڈی میٹانے مین آئی انکو اکثر دیکھ کر
 وہ سُہری گوٹ والی اودی چادر دیکھ کر
 اب کہاں جانے گوری آپ کا در دیکھ کر
 جھوٹے ہی اور کرلی مجھ سے بہتر دیکھ کر

میری عمقا کا ہے باجی وہ کلام دلربا

مست ہو ہو جاتے ہیں جبکو سخنور دیکھ کر

پر طرح - وہی جو لے گئے شریف جانب کشمیر

رقیبہ حاشیہ صفحہ ۴۸) منقہ ہوا تھا۔ اور نیم مشاعرہ نیم کرامان دلکاری تھی۔ انجمن

سلاہ ایما بی این ڈبلو۔ اور کبیرا می آئی ریلوے پر اقبال لب دریا واقع ہیں اور یہ دریا و نوشہرہ مات مین

تھا کہ ارضیت کو بدلت ریلوے ملازمت وہاں کی سینئر یون کے ویٹنہ ہوا قند جیل میں ہے۔ انجمن

اسکے منصف کی بضر اور نئی ہے۔ انجمن

کہان کا جو سن نگوڑی ہو س ہے وہ سنگیر
 بہار آئی ہے نفسِ سحر کی کرو تدبیر
 مجال کیا کہ حسد و وح سے موائے
 مصاحب اُنکو بناتے ہیں قبلہ جو وہ
 فداے کسی بدکار کی بلا جانے
 کبھی تو بندی سے مل جھل کئے نکھیں چاکرو
 اُنکھائی آتے ہی وہ گر پڑے سنبھل نہ سکے
 ہماری جائے بلا بھڑوے فوڈوگر کے کئے
 میں ہاتھ جوڑتی ہوں تان جاؤ چھوڑو ہاتھ
 کسی کی دست درازی سے ہو گئی باجی
 تھما ہسم ہی لوحِ روشن کے رعبِ دُلسن
 میں خط کی سرخی میں بھی اچھو اہن بیزنگ
 تھما رہے ساتھ ہمارے عدو ہوا کھائیں
 بچھاتے ایک بنین دوسری لگاتے ہیں

دکھاتے ہیں وہ عینِ شوق پیری بے پیر
 دکھا دو ہکو بھی سرکار گلشن کشمیر
 پڑی ہے شیخ کے پاؤں میں لعل کی زنجیر
 ہے بے نظیر نہیں ہے نظیر جان کی نظیر
 کہ گھر کی بارہ دری میں ہے رشکِ راسخ
 نہ چار آنکھوں میں اُسکو کرو ذلیل و حقیر
 خطائے خواب ہو گویاں کیسی کیا تقصیر
 اُناری دل نے تصور میں یاری کی تصویر
 نہ دیکھ لے کہیں نہ دانا کہ نگوڑی شریہ
 خمیدہ کامل پہچان کی مانگ کی تحریر
 ستارے بھڑکے افشان کے ہو کے بے توقیر
 نگوڑی سوت کو آتی ہے نت نئی تحریر
 یہ بلی بلی ہیں مائیں کہ ہوش کی نظیر
 وہ منھ لگے ہیں نگوڑے مصاحبانِ شیر

بھرونگی طاق کراؤں گی رجب کا بگیم
 جو آئے خیر سے گھر میں وہ محسنِ دلگیر

ردیف

لے خط کے لیے بیزنگ کیسا بامزہ و بارنگ واقع ہوا ہے اور کس طرح سرخی کو سفیدی ظاہر کر رہا ہے
 سکا لطف بار یک بینان سخن کے سودا سودا کب اٹھا سکتا ہے ۱۲ محسن

طرح - بدنام جسٹس ہو گئیں اب انکا ورنہ چھوڑ

<p>بیگم خدارا مان لے مرزا کا گھر نہ چھوڑ بیٹھے بٹھائے مفت کا دامن تو شر نہ چھوڑ بس خیر اس میں ہے کہ نکلو او سوت کو شیشے میں بند کرتے ہیں صیاد پھانس کر کیونکر نگوڑی کہتی تھی لونڈا غریب ہو میخوار پر بھی صورتِ شبِ نیمِ پاک میان کہتا ہے کون شیخ کے گھر میں تو پر نہیں کالے کی بات ہو تو میں گیسو پہ مار دوں کیا ڈر ہے فیض پانے کو درگاہ پر گئیں کر بھی لے مانی جانی کی خاطر نواب کو ڈر میرا نکھناک سے اب سپر ہو گیا بے پھل تھی جب تلمک نہ نگوڑی تو کل نہ تھی عاشق رسول کی ہون مدینہ سوال ہے کسی نگوڑی اور ہو بیٹیوں کے بیچ</p>	<p>مانا بڑا ہے راحت بر ہے وہ بڑا چھوڑ بدنام جسٹس ہو گئیں اب انکا ورنہ چھوڑ گھر میں ہمارے آج سے وہ دروہ نہ چھوڑ کتنا بھی مانا دیکھ پری ہال و پر نہ چھوڑ سہلاوے چاند سوت کی سو جگہ نہ چھوڑ بے ترکیے تو نہ کو اسے اب نہ چھوڑ کر لے تو شوق سے ہو اٹو ہ مگر نہ چھوڑ ہیں گورے پٹے باجی انھیں بھونک نہ چھوڑ لے شیخ اپنی بیاضا اس بات پر نہ چھوڑ بیٹی تو خالہ امان کی خاطر سے نہ چھوڑ کر کر تھی پرائی کو تو رب سے در نہ چھوڑ اب لاؤ میری ہو گئی ہے بار نہ چھوڑ تو ہند میں غریب کو اسے داؤ کر نہ چھوڑ رکھ دو در دو در جا کے پاسے اگر نہ چھوڑ</p>
--	--

بٹلا ہے گو بیان ناز کا محرم ہے راز کا
 محسن کو بھول کر بھی تو رشک قمر نہ چھوڑ

سلا مر جینا ان لکھنؤ کے خفیہ مشاعروں میں ایک مرتبہ یہ طرح ہوئی تھی - بدنام جسٹس ہو گئیں اب انکا ورنہ چھوڑ
 جفا بیگم نے خوب داد بخشی اور یہی اس ہزم دربار کی یادگار ہے - ۲۸ سن

رویت

بطرح ظفر مرقوم کر لے خوشی سے حرف حکایات چند روز

پر ہانکے سے ہونہ سکی بات چند روز
کی جنسے ہم نے ترک ملاقات چند روز
بلبل نہ پھول ہے یہ کرامات چند روز
کرتے رہے یہاں کی حکایات چند روز
ٹل جائے اپنے سرورہ آفات چند روز
باز آیا اس پر بھی نہ وہ بد ذات چند روز
لائے تھے چار چار جو بہات چند روز
بھی نہ بات کی بواہن گھٹ چند روز
دودن کا ابر ہے ارہی برسات چند روز
کر لو بواجی حرف و حکایات چند روز
لین امتحان قبلہ حاجات چند روز

آیا کیے وہ بہر ملاقات چند روز
کیا کیا ہو میں نہ انکی عنایات چند روز
فصل بہار کی بھی ہوا وقت چند روز
ایسا چھایا بزم میں نواب کو بوا
مکن نہیں کہ سوت کا جھگڑاٹے کہیں
ہر چند ہو گیا موائے قائل ہزار میں
شکر خدا کہ ایک بھی بھاری ڈری پھین
مطلب یہ تھا کہ چال میں آجائے چھو کری
ساون ہے جھولے ڈال کے گاؤں سیلیو
ہر چار دن کی زندگی۔ یہ بات پھر کہاں
دیکھیں وفا کا جی میں ہے یا متاعی میں

عقلا بھاری آئینہ بخشن سرور میں

اب تم بھی کر دو بزم کو برخاست چند روز

رویت

سلہ و ملہ کھنکشا شہر آباد و ہر اور و ہر ہائے رہنے والو کو بھی یہ ہنرمیں معلوم ہوتا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے سب اپنے اپنے
رنگ میں بست رہے اپنے ہمتیاں میں مسور اور اپنی اپنی جماعتوں کو جو ہر طبع دکھانے میں مصروف ہیں رنگ اپنی اپنی
اگ ٹولیاں قائم کر رکھی ہیں سب کے راز و مقاصد علیحدہ ہیں۔ ایک جماعت دوسری معاملات میں ہرگز دخل و معقولیات نہیں ہوتی
اور پرانی پٹلی میں باؤنٹا لگا ہوا ہے۔ یہی سببت کہ یہاں ہر روز عید اور بہار ہے بات ہے۔ یہ وہ تو یہاں نہیں جیسے کہ تو کہیں تو یہاں نہیں

طرح۔ نہ دیدہ دانستہ کہدو آئین ہمارے گیسو کے مار کے بس

پڑے نگوڑی چار کے بس۔ بکھار کے بس۔ کھار کے بس
بجائے واحد ہزار کے بس۔ مگر نہ ہر جائی یار کے بس
جو آنکو گوہر لگی نہ ہوتی۔ مین گوئی ان کیوں درِ اشک کھوتی

کبھی نہ لون پھوٹ پھوٹ روتی۔ اگر مین ہوتی چار کے بس
نہ رخ کی سرحد مین آپ جائین۔ نہ مار کا لون کی آپ کھائین

نہ دیدہ دانستہ آپ آئین۔ ہمارے گیسو کے مار کے بس
اڑی یہ جا جا کے دس مین بیگم۔ مریگے کی ہوس مین بیگم
نہین نشہ اُنکے بس مین بیگم۔ وہ مین نگوڑے خار کے بس

تھے پہلے بھی کچھ ضعیف قبلہ۔ ہوئے سوا اب خیت قبلہ
ہو وین کیونکر خیت قبلہ۔ پڑین اگر چار چار کے بس

ہوا تھا گوہر سے پھر جھڑکا۔ ہے خام پارا بڑی لڑکا
کوئی نہ بندہ بوا خدا کا۔ ہوا ایسی بے شرم نار کے بس
ہون فوج عیار یا ایسے۔ نگوڑے بھک منگے شیخ جیسے

نہ نکلے ڈولی کے چار پیسے۔ پڑی ظہورن کھار کے بس
نہ آئی چمپا کلی نہ بالا۔ ہے کب سے چمپت نگوڑا لالہ

ہمارا زیور کھٹائی ڈالا۔ ہو فوج کوئی سنسار کے بس
کوہے کن مین شمار بیگم۔ بلائے جان ہے ہمار بیگم

لہ زیور کھٹائی مین ڈالنے سے صاف ہوتا ہے مگر بیان اسکے برعکس معنی مین ۱۲ محسن

مین شانہ آئینہ یار بیگم - ہے مانگ چوٹی سنگار کس
 فدا جو ہم اُس سوار پر ہیں - تو خالہ وہ کب فترار پر ہیں
 فدا وہ پھولوں کے ہار پر ہیں - مین ریش انور کے خار کے ہیں
 ہے عنقا بیگم حیا کی بندی - ہو آپہ محسن بلا کی بندی
 ہو فوج کوئی خدا کی بندی - تمھارے جیسے نگار کے ہیں

رویت شش

لگی ہے تن کے چمن مین باجی یہ کس شمعرو کی پیاری آتش
 وہ سُئلگی رہ رہ کے پھر کی شب بہنی مین ساری کی ساری آتش
 وہ اُٹھتا جو بن چڑھی جوانی - ہوئی وہ مستانی اور دولانی
 بلا کے جوشون پر ہے پٹھانی غضب کی رکھتی ہے ناری آتش
 ہزار پانی پڑے جو اُس پر - وہ ہوتی جائے گی تیز اور تر
 بھائے کسی نگوڑی آکر - تمھاری آتش - تمھاری آتش
 ہے دل مین اس درجہ تنگی گویاں کسی نے کی لاکھ گرمی گویاں
 نہ سُئلگی گویاں نہ سُئلگی گویاں - ہماری آتش - ہماری آتش
 چڑھی حرارت جو کھا کے اٹھے - بلا یا کسی کو کر کے گنڈے
 لگا کے تن مین ہوے جو ٹھنڈے تو مرزا جی کی سدھاری آتش
 بہت ہی رکھنا چھپا کے دل کو - بچا کے دل کو - بچا کے دل کو

سلہ بی عنقا بیگم صاحبہ تخلص بہ عنقا کی آتش برانی اور دلسوزی کی داستان ہو جس سے سر شعلہ اور شرارے شپک
 ہو ہے مین - کب - کہان اور کس موقع پر یہ آگ لگی تھی - اسکا حال عنقا اور اسکے جلسوں کو سوا اور کوئی نہیں جانتا محسن

لگا کے دل کو۔ لگا کے دل کو نہ گھر میں گویا ن لگاری آتش
 ہے دل کی حسرت بھی آگ گوہر۔ سلگتی رہتی ہے دل کے اندر
 بھڑکنا اسکا نہیں ہے بہتر۔ بھجاری آتش۔ بھجاری آتش
 ہے عبقاً بیگم غبار دل میں۔ نگوڑا کیا کیا بخار دل میں
 ہے رشاک برق و شرار دل میں۔ یہ آہ اپنی دولاری آتش

رولیف ص

وہ کرتے خاک ہیں مجھ و لگا سے خلاص بڑائی کیا ہے جو بیگم نے سپر کو چاہا ملین خلوص ولی سے اگر ہمیں باجی مگر نہ تم سے ہو صاحب کہ تم ہو چکنے گھرے لنگڑھا۔ لنگڑھا کے جو لہٹے تو پھر نہ لی کروٹ حیران میں کوستی ہے اُسکی جان کو بلبل جھنپی ہیں موے دین جو چار۔ چار کو دل نہ چومتے میان گھنٹوں بواجی بلبل وار	ہوا و دہوتے ہیں کچھ اور پیار سے خلاص ہمیشہ یار ہی کرتے ہیں یار سے خلاص بلا سے کرتے پھر میں وہ ہزار سے خلاص ہزار درجہ ہے بہتر کھار سے خلاص شراب اٹھنیں لفت خمار سے خلاص ہے چارون کا نگوڑی بہار سے خلاص ہے بہنا ایک سے مشکل چار سے خلاص اگر نہ رکھتے وہ پھول کے ہار سے خلاص
--	--

گئی نہ عبقاً بوا۔ آف کدورت محسن

نگوڑا رکھتا ہے لیکن غبار سے خلاص

رولیف ص

طرح۔ آئے موے پلید کو ایسی قضا کو کیا بخش

لہ مصنف کی طبع زاد ریختی ہے اور لکھنؤ میں تصنیف ہوئی تھی۔ کب اور کس موقع پر یہ نہ پڑھیے۔ ۱۲۸ سن

آئے چوتار موت کے ماؤ شا کو کیا غرض بندی ہوئی علیل ہے۔ خج رہا قلیل ہے شکوہ نہیں رقیب کا۔ لکھا تھا وہ نصیب کا جوڑا نہ بھیجا عید کو۔ دیکھ لیا یزید کو بادہ تند خو بھی ہو۔ ساقی بھی ہو سو بھی ہو میرے وہ حال زار کی کردے خبر تبار کی	جاؤن جو گھر میں سوئے میری بلا کو کیا غرض یار مورا بجیل ہے۔ اُسکی بلا کو کیا غرض مونس ج ہو غریب کا۔ ماہِ لقا کو کیا غرض اُٹے موے پلید کو۔ ایسی قضا کو کیا غرض دامن مشکبو بھی ہو۔ باد صبا کو کیا غرض لائے خبر وہ یار کی۔ ایسی ہوا کو کیا غرض
---	---

محسن خوش کلام ہے شاعر و کاغلام ہے
عنقا پر ہی سے رام ہو۔ اُسکی بلا کو کیا غرض

ردیف ط

بہارِ جافزا ہے یار کا خط ہوا پارہ دلِ خود کار کا خط سُرو آرا نہیں رخسار کا خط کسی کٹنی کی بدکاری کا شر ہے بہا دل خون ہو ہو کر نہ آیا بگاڑا نقشِ لفت بد گہر نے بوا صد حیف ہو پیارے نے بھگو ہو خوشخبری بگئے اسے بلبل دل	بناتا رہ نظر خسار کا خط نہ آیا پر بوا خود خوار کا خط پڑھا جاتا نہیں میخوار کا خط شرارت سے ہے بُر بدکار کا خط مہینا ہو گیا سرکار کا خط دکھا کر گوہر مردار کا خط نہ لکھا ایک دن بھی پیار کا خط صبا لاتی گل گلزار کا خط
--	---

لے گئے تمام شاعروں کی اور ایک کم سن شوخ و شنگ کی روحِ روان ہے جسے اسکو اسفارِ خوش الحانی ہے

و آبا تھا کہ میانِ تان میں کی روحِ بھی اتر لفت کرتی ہوگی۔ ۱۲ محسن

بتا دیتے ہیں سرخی دیکھو ہم اڑا یا تیر سا شوق نظر نے چڑھا بیگم کو ایسا پیار کا جن ہوا انکار میں استرار کیسا و کھاتی کیوں نہ بیگم سب کو باجی	کہ ہے کسی بدکار کا خط کسی کے طالب دیدار کا خط گری وہ دیکھتے ہی بار کا خط خط نقشہ پر ہے انکار کا خط جو ہوتا طالع بیدار کا خط
ابھی شکوہ نہ کر پائی تھی عمتقا کہ لایا ڈاکہ سرکار کا خط	

روایت

مصرع طرح - کرینگے آپ وہ مشکل کشا دعا کا لحاظ

کرینگا خاک موابو قا۔ وفا کا لحاظ نہ جس بشر کے ہو دل میں بوا خدا کا لحاظ کوئی تو بات نہ دولہ میں شرم کی باجی بناؤ تم بھی موے کو بگاڑ کر بیگم نہ ڈالوں خاک موے پر تو کیا کروں ججا کرینگا خاک مو آ آنکھ اور ناک کی شرم وفا کی خاک ہو امید اس ستمگر سے	نہ بوڑھی امان کی جسکو ہوا التجا کا لحاظ کرینگا خاک نگوڑا نکاح کا لحاظ جو کرتے رات کو وہیں سے ہین بلا کا لحاظ کرو نہ کچھ بت شرم۔ بے حیا کا لحاظ کیا نہ خاک نگوڑے نے خاکپا کا لحاظ نہ جسکی آنکھ میں مطلق ہو مایہ کا لحاظ کہ جسکی خاک میں مخلوط ہو جفا کا لحاظ
--	---

۱۔ خط انکار کو خط تقدیر ثابت کرنا عمتقا ہی کا کام ہے۔ ۱۲۔ التجا کا لحاظ غور طلب ہے۔ ۱۳۔ حسن
نوٹ جن خاص ریختیوں کی جائے تصنیف یا مزید کیفیت حاشیوں میں درج نہ ہوا انکو لکھنو کے اُن
پراویٹ و پراسرار مشاعروں کی جان سمجھنا چاہیے جنکا ذکر ہم پیش کر چکے ہیں۔ آئندہ ہم لکھنو کی ہر ایک مجلس کی
پوری داستان بیان کرنے سے معذور ہیں۔ جسکے لیے علحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ ۱۴۔ حسن

نہ چھوڑو دامن شیر خدا بواحقاً
کرنیے آپ وہ مشکل کشا دعا کا لحاظ

ایضاً طرح - اس بات کا لحاظ نہ اُس بات کا لحاظ

دن کا لحاظ ہے نہ اُنھیں رات کا لحاظ	زندگی نگوری کی ہے فقط گھات کا لحاظ
حرکات کی بھی فکر ہے سکناات کا لحاظ	ہیں چلتے پرزے کرتے ہیں بات کا لحاظ
تقویٰ گنڈے۔ سحر و کلمات کا لحاظ	ادنیٰ باجی کوئی فوج کرے ایسے فعل کو
ٹھنڈی ہوا کا موسم برسات کا لحاظ	پینے میں فصل گل کی رعایت بھی ہو
رکھا روانہ قبیلہ حاجات کا لحاظ	حاجت روائی کرنے ہی کسی ہوئی رونا
پر ہو حضور سب مساوات کا لحاظ	گستاہے کون آپ ستاچی نہ لائیے
کیون بات بات پر چوسمات کا لحاظ	مانا کہ پرودہ والی سے کچھ بات ہی نہیں
کرتے نہیں عدو کی روایات کا لحاظ	اکروصفا بی باجی کہ دو لہ پن بے خطا

افسوس تو یہی ہے کہ عنقا بوا نہیں
محسن نگورے مارے کو کچھ بات کا لحاظ

روایت

میں چاہتی تھی ختم ہو۔ اگٹا ہوا شروع	پھر باجی جان بھڑوے نے جھگڑا کیا شروع
گوئی ان غضب کہ ہو گیا قہقہہ یا شروع	حسن شباب یار کا چٹھنا ہوا شروع

۱۲۔ ضرور کریں گے۔ ۱۳۔ حرکات کی فکر اور سکناات کا لحاظ عنقا کی ایجاد ہے۔ اگر غور فرمائیے تو دریا
ایک چھوٹے سے کوزے میں دکھائی دیکھا۔ ۱۴۔ روانے روائی میں جان وال دی ہے۔ اُس پر
قبلہ حاجات کا لحاظ۔ سخت یاس ظاہر کر رہا ہے جسکے لیے قبلہ عالم قابل ہمدی ہیں ۱۵۔ محسن

<p>مین اس خیال میں کہ کرین دگر با شروع یہ تو بتاؤ کسے یہ جھگڑا کیا شروع جا جا کے چوک کرو یا پھر جھانکنا شروع دہلا رہے دل کو موٹی بات کا شروع کر دین گے دو نہ یاد رہے کونسا شروع پھر وہ شرارتیں مولا کرنے لگا شروع اچھا نہیں نگوڑے کا جب دیو شروع ڈالیں کا چودھوان ہوا۔ نام خدا شروع</p>	<p>انکو یہ خط مجھ سے ہوا غارتواستان مانا کہ ہمنے سوت کو کروا دیا حقیر دولہ کی تاک جھانکے بیگم جھکا دیا انجام جب بچہ پوتہ جانوں خیر ہے ہمکو نہ چھڑو کہد یار و رو کے ورنہ ہم پھر شیخ ^{۱۲}حجی نے پاؤں مکالے ہیں پیٹے کیا جانے آگے چل کے وہ بھڑوا کر نکالیا کیونکر نہ نور حسن سے ہو چودھوین کا چاند</p>
---	--

محسن نہیں وہ فتنہ خوابیدہ ہے بوا
مجھ کو یہ ڈر ہے حشر نہ کروے مولا شروع

رویت

صریح طرح ظفر رحم چاہیے نے شمع مجھ کو نے سیر مدفن چراغ
جائے دل میں کیا ہے عشق سے روشن چرخ
چاہیے نے شمع مجھ کو نے سیر مدفن چراغ
گر می جو شمس ستم نے کر دیا تن میں چرخ
بنگیا ہر ایک گویاں رشتہ و امن چرخ
بس اسی غم میں ہمارا کنج دل تاریک ہے
وہ نہیں بھڑوا جلانے کا سیر مدفن چراغ

۱۲ یعنی دربارداستان شروع کرین۔ ۱۲ اسلے پاؤں پیٹے سے نکالنا شوجی بجا کا مترادف ہے۔ ۱۲ محسن

دولہ بھائی گر پڑین۔ ٹھوکر لگے پاچت آئے
 کیون نہیں رکھتی ہو دِلن تم پس حلین چسراغ
 گل پڑے ہیں دم نہیں دمباز بھی سلفہ ہوے
 آج گل ہیں شام ہی سے کیون ہو اساقن چراغ
 پہنچے جو ایسے پن سے رات اُسے ہار۔ پھول
 گوہر شبنم سے گل کا بن گیا جو بن چسراغ
 کیون اس دھگرے کی باتوں پر اری جل جل مردن
 تیل تو کھسک رہیں نہیں اور کتا ہے کر زن چراغ
 بد مزہ کیونکر نہ ہو چکناٹی سالن میں نہیں
 کیسے تو کیونکر چلائے بندی بے روغن چراغ
 کر کے ترکون سے تجارت بنگلی کان گھر
 روغن اسلام سے ہے دولت جرمین چراغ
 بد گمانی دیکھنا میں جو گئی بیت اکھلا
 پیچھے پیچھے آگیا لپکرموا بدن چسراغ
 آج وہ ہیرے کے تکے جب لگائے آپ نے
 بنگلی نواب صاحب ہو ہوا چکن چسراغ
 فوج ہو عیار ایسا دن دھاڑے لوٹ ہے

سلہ کر۔ ان چراغ۔ اور کر زن چراغ کیا اچھا واقع ہوا ہے۔ یہ بخئی لاہر ذکرن صاحب کے زمانہ میں
 جب وہ ہندوستان کے گورنر جنرل تھے تصنیف ہوئی تھی۔ ۱۲۰۸

دل چڑا لیتا ہے رکھ کر ہاتھ پر۔ پُرفن چراغ
 تپنے جب ڈالے گھر اُسین شب تار یکمین
 بنگیا محسن ہمارا گوشہ دامن چراغ

ردیف

برطرح سوز مر حرم۔ زندگی آخر ہوئی آیانہ وہ لدا رحیف

<p>یار سے مطلق نہ چھوٹی کسی بدکار رحیف ساتھ پی پی کر نہ جھولین آج بھی سرکار رحیف ہیں مصاحب نکلے گئے منہ لگے مرد رحیف سامنے زندگی کے وہ ہو ہو گئے تار رحیف کرو یا کسی نگوڑی نے اُٹھیں میخوار رحیف جیتے جی ہے موت ہنکو سوت کا آزار رحیف کسے پھرتے ہیں نگوڑ شیخ جی بیکار رحیف وہ کیا سی رنگ دانی ریشمی دستار رحیف</p>	<p>جس قدر کوشش ہوئی سب ہو گئی بیکار رحیف اُن کا یہ ساون کی جھڑی یہ باد گنا رحیف ایک کو نوکر رکھایا۔ ایک کو چھڑا دیا ایسے بے سُر ہو گئے اُستاد جی گت جنگی بیسوا کے گھر اڑائی گھر کی کچھوئی ہوئی تلخ کردی زندگی۔ راحت گئی وحشت بڑھی کیا بُرائی ہے اگر گوہر پوار کھ لو اُٹھیں زرد کیوں ٹر پڑے جاؤں فی ہوسو کن اُٹھیں</p>
---	--

ہم بسر کرتے ہیں عہدِ حق جسکے سایہ کے تلے

کیون نہیں سنئے ہماری وہ علم بردار رحیف

لے چڑا اور ست وزوے کے بگتہ چراغ دارو۔ اس مضمون کو عفا بیگم نے شعرِ ندامت میں کس خوب صورتی کے ساتھ لکھا دیا ہے۔ محسن
 لکھ ایسے اشعار جن میں باد گنا یا جریحان میخوار یا ساتی سرشار کا مضمون ہو۔ ہمیشہ شادمان بازاری سے
 منسوب کرنا چاہیے۔ ۱۲ محسن لکھنے والی گوہر لکھنؤ والی گوہر۔ بریلی والی گوہر۔ بنارس والی گوہر
 الغرض آج کل ہر شہر میں دو تین گوہر جاؤں موجود ہیں۔ جو بہار گہراے آبدار کشا رہی ہیں۔ مصنف کا
 روئے سخن کسی خاص گوہر جان کی طرف نہیں۔ ۱۲ محسن

رویت

طرح۔ کیون رقبیون میں نہ جائے تیرا کٹ کٹ عاشق

ورود دل آج سُنا لئے ہمیں رت رت عاشق
پردہ عشق نہ جائے کہیں پھٹ پھٹ عاشق
گھورے ہیں تھکین کر کر کے سجاوٹ عاشق
کسی دھوئے ہوئے کرتے ہیں لگاوٹ عاشق
پاتے ہی شائد ڈالنیہ کی آہٹ عاشق
چین پائیں کسی پہلو۔ کسی کر وٹ عاشق
پوئے مٹھ کا خمیدہ مواکھوسٹ عاشق
کھول لیتے ہیں کسی طرز کو گھوٹ عاشق
ہوا ہر چند میں رتی رہی ہٹ ہٹ عاشق
اپنی مشوق سے اچھی نہیں کھٹ پٹ عاشق
رات بھر چو مایہ کھول کے لٹ لٹ عاشق
باجی و اللہ کہ میں ہو ہو گر گٹ عاشق
کہدو بچھو ائیں لب بام چھپر کھٹ عاشق
کیون رقبیون میں نہ جائے برا کٹ کٹ عاشق
بنگیا بال کی صورت تیرا گٹ گٹ عاشق

سہہ تمنا کہ پکڑ کر تیری چو کھٹ عاشق
اچھی ہوتی نہیں ہر وقت لگاوٹ عاشق
موتنی ہے تری صورت میں سراہر بیگم
کیون تجب نہ۔ ادنی چھوڑ پری سی دھن
آئینہ خانے میں آجائے ہیں کسٹوق کیسا کھٹ
لے اچل تو ہی ہوا اگر شپ فرقت آئے
ہے رنگیلی تیرا بوڑھا میان اللہ کی عطا
اپنی خواہش موسے کر لیتے ہیں ہر سو پوری
دیکھو ہٹ دھرمی تو انکی نہ ہٹے پر نہ ہٹے
کہنا دھن کامیان مان ہو چھوڑو کسی
مست کر کرو با جواز لعل مغبر نے اٹھین
موسے بہر پیسے ہیں لنگ بدلتے ہیں نئے
چاندنی شب میں اڑائیں گل و گبر و نکی بہار
تم سر برزم اگر بیچ لڑاؤ۔ بیگم
ابو بگن ہوا کرو موسے کا دور و بال

لے کٹ جانا یا کٹ کٹ جانا جیسے پائے منہ ہونے کو کہتے ہیں بیچ لڑنے کی حالت میں بھی ایک

طرف کو کٹ جانا پڑتا ہے ۱۲۔ حسن

نام محسن ہے بوا عرت ہر عنقا بیگم
ہے نئی طرز کا چلتا ہوا منہ بھٹ عاشق

اردیف ک

یہ طرح جان صاحب جو ہم رہیگی دور سے روز صحبت کریگی ولسن حجاب کب تک
چمن میں جا جا کے رنڈیوں کو پلاؤ گے یوں شراب کب تک
کباب کھا کھا کے سوت کے تم کرو گے ہوا کیاب کب تک
اجی وہ بالائے لاؤ گے تم۔ یہ ٹالہ کب تک بتاؤ گے تم
کبھی تو کمرے پہ آؤ گے تم۔ کرو گے لالہ حجاب کب تک
ہوے نے میری نہ ایک مانی۔ وہی ہے گوہر پہ مہربانی
خدا ہی جانے کہ مجھ پہ جانی۔ رہیگا اب یہ عتاب کب تک
ہوئی عدم کی بوا تیار۔ یہ صاف کہتی ہے بہت راری
کروں کہاں تک میں آہ و زاری وہ لکھن خط کا جواب کب تک
ہوئی ہو رنڈن سے اُنکو نفرت۔ بڑھائی رنڈی سے جب سے لغت
یہی ہے گویاں مجھے بھی حیرت۔ رہو گی زیر عتاب کب تک
ظہور پیری کریگی صاحب۔ کوئی نہ یوں پھرے گی صاحب
جواقی کب تک رہیگی صاحب۔ رہیگا دور شباب کب تک
وہ سبزی منڈی میں ہے جو رنڈی۔ موئی گو ویدی ہے سو کی بندھی
رقم ہو سو سو کی یوں جو ٹھنڈی۔ چلے گا گھر کا حساب کب تک

لے سوت کے کباب کھانا غور طلب مضمون ہے۔ ۱۲ محسن

موانشہ میں یہ پتھر ہے۔ ہین پاؤں پٹی پر نیچے سر ہے
 نہ روٹی کپڑا نہ گھرنہ در ہے۔ پھروں میں در در خراب کب تک
 اسی سے گھل گھل گئی ہے یکم۔ ہے ننھی سی جان پہ کوہ سا غم
 نگوڑی کسی پہ قلیہ عالم۔ رہینگے شیدا جناب کب تک
 ہین شہرے باجی ہماری گت کے۔ جگت شرارت چکت چپت کے
 یہ داگ سن سن نئی گھڑت کے۔ نہ لینگے کروٹ نواب کب تک
 لگا کے پھو لو نہ جنگلہ دولہ کو فی بنا لئے نہ کنگلہ دولہ
 ہے نقش بر آب جنگلہ دولہ۔ رہے گا مثل جناب کب تک
 آنا سر سے کلاہ تیری۔ پڑھیں جو آل بنی کی پستری
 سینے بوا جی نہ سر کی چھتری۔ وہ سایہ بوتراب کب تک
 چلے گی پیری میں کچھ نہ بڑیڑ۔ نکال دین گی چھنا لین لڑ لڑ
 گرینگے آخر موے وہ جھڑ جھڑ۔ کرو گے مرزا خضاب کب تک
 ہین رقیبون سے وہ بھی کچھ کم۔ یہ قسین کھا کھا کے کہتے ہین ہم
 تمھارے محسن سے عفا یکم۔ نہ ہونگے وہ لاجواب کب تک

اردیفٹ گ

طرح۔ کیا کیا پھری بلا کی ہے اُس گل بدن میں آگ
 اشنان کے بہانے سے اوئی ایسی زن ہیں آگ
 اندکے لگے بوا گنگ و جن میں آگ
 لگتی ہوا نکلی باتوں کو مہرے بدن میں آگ

سہ بنانا۔ دل لگی کرنے با مذاق کرنے کو کہتے ہین۔ ۱۲ محسن

<p>پھر میرے سامنے وہی چھل بل کی بات ہو چل چل کے چالیں ہونے چاندی کی چلن چھوڑا جب اشیائے کو۔ گل کو ہمار کو مرئی بجائی شام کو جب بن میں شام نے گرمی ہے شوخیوں کی کہ شعلہ شباب کے الفت میں رشک ہر کے مطلق خبر نہیں یا قوت کے بٹن میں کہ جگہ جو جڑے ہو تھی بولنے کی دیر کہ کشتہ کیا سن گئے</p>	<p>رہ تو سی لگاؤں تیرے بالکین میں آگ ہو خاک ایسی چال پر ایسے چلن میں آگ بیل کی پھر بلا کی جو چھوٹے چمن میں آگ او چھا جان لگ گئی بند لاکھن میں آگ کیا کیا بھری بلا کی ہو اس گل بن میں آگ باجی شعلہ ہر ہے۔ ہا ہے کرن میں آگ یا لگ گئی ہے کوٹ کے ولہ بن میں آگ ہو خاک سیم سے بھی سوا سیم تن میں آگ</p>
---	--

بدلی ہے آب و خاک نے مضمون کی ہوا
محسن تمہارا حصہ ہے شعر و سخن میں آگ

اردیف

<p>کسی مردے کے بس میں ہر نوادول گرے غش کھا کے وہ کر کر نوادول چھپا یا اس لیے مجھے ہے نوادول اگر ہے پاس تکو بات کا دل ہوا کیا کیا مرا محپا کیا دل نہ دینا شیخ جی کو۔ کو کلا دل</p>	<p>نہ پوچھو مردہ دل سے کیا ہوا دل نہین دیکھا گیا اُن سے گرا دل کسی پر وہ نشین پر آ گیا دل نہ کرنا بات تک اسے بھلا دل کسی کے ساتھ چلنے کو سفر میں کھلانا چیل کو دن کا ہے بہتر</p>
--	---

لے آب۔ خاک۔ آتش۔ باد۔ چاروں عناصر قطع میں جمع ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ آواز مناسب ہو پر کیا
ہیں یا غیر مناسب۔ اسکا فیصلہ اب اس سخن فہم کی باریک بینی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر جگہ کو کلا جاننا نام۔ محسن

کسی کا چلبلا۔ تبکھا۔ انوکھا	کسی کا بھولا۔ بھالا لاڈلا دل
ہوئی۔ بخود شرابی یاد آیا	اری لیتا ہوا گوہر چلا دل
نہ انکی چال کے چکر میں آوے	کوئی لاوہو اچلتا ہوا دل
کوئی تو بات ہے جو گر پڑا وہ	میٹھا سے نہیں سنبھلا گیا دل

جلا کر خاک گردا لے تو اچھا
نہ دے محسن نگورے کو ہوا دل

اروہت م

طرح۔ نہ آئی گردہ نگوڑا ری تو دیکھا کرتے تھے خواب میں ہم
نہ ہم پیالہ شراب میں ہم۔ نہ ہم نوالہ کباب میں ہم
ہیں پیاری گویاں عتاب میں ہم۔ عذاب میں ہم عذاب میں ہم
شراب میں ہم حجاب میں ہم شباب میں ہم شباب میں ہم
تھے دو نوحیران حساب میں ہم۔ سوال میں ہم جواب میں ہم
ہرنے اڑاتے ہیں بالابالا۔ ہم کتنا لالہ کتاب والا
بتاتے ہکو نہ ٹالا بالاجو ہوئے کچھ بھی حساب میں ہم
نظیر ہوئی اگر نہ پیاری۔ تو ہم بھی ہوتے نہ اُسپر واری
نہ آئی گردہ نگوڑا ری تو دیکھا کرتے تھے خواب میں ہم
جو حسن گو بہر نکھار پر ہے۔ تو بندی بے ڈھب بھار پر ہے

لے میٹھا سے دل کا نہ سنبھلا جانا فحش اور معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سمیٹی یا مصنوعی میٹھا ہوئے۔ ۱۲ احسن
لے عفا بگیم کے اس عذاب سے ہم بھی اندری ظاہر کرتے ہیں۔ واقعہ کیا عذاب ہے۔ ۱۲ احسن

اگر وہ موتی بہار پر ہے۔ بہن رشک ڈر آب و تاب میں ہم
 بلا سے اب کچھ ہو یا کہ جب کچھ سنا کرینگے حضور سب کچھ
 نہ اس سے آگے کہینگے اب کچھ۔ مٹھا ہی لائڈی کے باب میں ہم
 نہ جھوٹ بولینگے چار میں ہم۔ بہن دونوں گیتا ہزار میں ہم
 بہن برق طیلے ستار میں وہ بہن آندھی پانی درباب میں ہم
 نہ بھول جانا بجا کے عہقا۔ ہم آئینگے دس بیا کے عہقا
 نہ چھوڑنا گھر بلا کے عہقا۔ جو آ بھی جائیں شتاب میں ہم

اردیف نون

<p> طرح۔ میری نظروں میں وہ منظور ہو بیٹھے ہیں آج وہ سوت سے منظور ہو بیٹھے ہیں رنڈی بر میں لیے وہ دور ہو بیٹھے ہیں جو شرا بہن ہے منظور ہو بیٹھے ہیں آج بن ٹھن کے مگر حور ہو بیٹھے ہیں ہو کے بدنام وہ مشہور ہو بیٹھے ہیں سر بر خاؤ نہ نور ہو بیٹھے ہیں میری نظروں میں وہ منظور ہو بیٹھے ہیں میری صورت سے بھی کافور ہو بیٹھے ہیں </p>	<p> چپتین کھا کھا کے بوا چور ہو بیٹھے ہیں ہم وہ بے بس بہن کہ مجبور ہو بیٹھے ہیں فوج ایسوں کے کئے ناگہ آمان جاؤں پونہ خواب کا جو میں ہے نور رشک پری رنڈی بازی میں کیا نام میں ننگے ایسے چلنی کر دینگے بدن آج نہ بولواؤں دیکھ لینے دے اری گویاں نظر بھر انکو گزری عشق جو نکلی ہوئے ٹھنڈے مرزا </p>
--	---

لے گوہر اور رشک ڈر۔ داعی عہقا جافا صاحب کیا کہنا ہے ہم سمجھ گئے۔ گویا آپ گوہر جان سے بھی
 آپ و تاب میں کہیں زیادہ ہیں۔ ۱۲ حسن

جائے کیا گھول کے کسی نے پلایا انکو	بیچ جی گھل کے رنجور ہو کر بیٹھے ہیں
بھول کر عشق کا ہم نام نہ لینگے گویان	رنج و غم ایسے سے چور ہو کر بیٹھے ہیں

ہیں محسن بو از و یک تو اس سے ہیں ہوا

دل میں تو رہتے ہیں گو دور ہو کر بیٹھے ہیں

برطرح مرزا اسد مرحوم۔ عدم کی جانب بھٹارے عاشق جہان سے اب سدھار تے ہیں

ہیں فعلوں سے اپنے نام۔ بواوہ اب قول ہار تے ہیں

نہ ہوگی حرکت مگر ایسی وہ ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں

بلائے جان ہیں بھارے کا کل۔ وہ زلفیں پہنچ رشک منبل

تھیں تو ہو باجی غیرت نکل۔ تھیں کو لبس پرکار تے ہیں

وہ اب شرارت سے یار ہیں کچھ۔ عجب یراز و نیاز ہیں کچھ

یہی تو سر بستہ راز ہیں کچھ۔ نہیں جو دل سے اتارتے ہیں

بھلا دی تے ہماری چاہت۔ اجی جیروانی اپنی قسمت

نہیں ہے تلو جو ہے الفت۔ تو بیچے ہم سدھار تے ہیں

اجل سے دامن ہے چاک انکا۔ ہے چند روزہ تپاک انکا

نتیجہ آخر ہے خاک انکا جو شیعہ جی حسن مارتے ہیں

مصاحب انکے ہیں کڑوے کیرے۔ بجائے طبع ہیں اور شیرے

یہی نگوڑے اٹھائی کیرے۔ تھیں سب ابھار تے ہیں

لے اسد مرحوم کی یہ کیسی پیاری طرح ہے۔ عدم کی جانب بھٹارے عاشق جہان سے اب سدھار تے ہیں۔ مرزا محسن

لے حق جو نگم صاحب جہان سے نہیں آتے تو ضرور انکو اپنے عشق جو ہم تو اسکا مطلق راز نہیں سمجھتے۔ مرزا محسن

خدا ہی ان ماروں سے پیالے۔ پڑے ہیں گورے کو جان کے لالے
 لگاتے ہیں اُسکے پیچھے کانے۔ یہ زلفین جب ہم سنورے ہیں
 نہیں جنھیں پیچھتے سے الفت۔ بھری سرا سر ہے انھیں بدعت
 نہ ہو گی اُنکی کبھی شفاعت۔ کہو تو ہم شرط ہارے ہیں
 یہ کسکی الفت نے مارا ہکو۔ بتاؤ باجی حصار اہکو
 ملا دو پیارا ہمارا ہکو۔ کہ جسکو محسن کا رستے ہیں

<p>طرح۔ ظاہر میں کہیں رہتے ہیں باطن میں کہیں ہیں دنیا میں ہم ایسے ہوئے گویا کہ نہیں ہیں ہائے ہیں اور نیکیا ہیں۔ پہلے ہیں حسین ہیں تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر حسین بڑ ہیں کیوں چوئے ہو یہ گال ہیں کیوں ہیں حسین ہیں بیگم سے نہیں شیخ جی گھر بر سر کہیں ہیں بے فائدہ چنڈیا۔ یہ چنان اور خنہ ہیں درہ توج ہو بیٹیاں یا پردہ نشین ہیں جس عبا پر گئے ہم یہ وقار اور ہیں ہیں</p>	<p>دل تو کہیں پھرتا ہے بواٹھے کہیں ہیں کیا کیا کروں تعریف میرے دل کی بٹو دودن کی جوانی پر نہ اثر اڑو میان تم کس خانگی سے بڑکے بگڑو ایسا ہے چہرہ کیوں کرتے ہیں وہ چٹکے کی دھن ہیں بے پروا کیوں صاف نہیں کہتی ہو تھی شیخ کو برین غیروں سے لڑائی ہیں جو مستان کھین چھوڑا نہ کہیں سا نظر بواہر فلک نے</p>
--	--

محسن کو عطا خلد ہو صدقہ میں انھیں کے
 عطا ہے ہو سے اسلام کو جو حافظ دین ہیں

لے آج ضرور کسی خانگی سے لڑا کر آئے ہیں ورنہ بیگم صاحب ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت یون کال چلا کر
 اور تیوری پر لڑا کر کبھی نہ آتے تھے یہاں خلاف عادت ہے۔ ۱۲ محسن لے ہرگز نہیں ۱۳

<p>بر طرح صادق الاخبار۔ ریواری۔ مست سدا در پر پڑا رہنے دے کیا لیتے ہیں ہم بلائیں جو شب وصل بوالیتے ہیں مست سے لڑتے ہیں تو کسی کو بلا لیتے ہیں کیسی روٹھی ہوئی سو کن ہوسنا لیتے ہیں عسے دم خم کی نگوڑے جو ذرا لیتے ہیں موٹی بیگم کو تو چاند تو بھی پلا لیتے ہیں موٹی خنیا کو وہ جب نغہ لگا لیتے ہیں نہیں معلوم کہ کچھ دیتے ہیں یا لیتے ہیں چوک کے کرون میں راتو نکوہ کیا لیتے ہیں مست سدا در پر پڑا رہنے دے کیا لیتے ہیں ایک دم چرس کا جدموہ لگا لیتے ہیں</p>	<p>بر طرح صادق الاخبار۔ ریواری۔ مست سدا در پر پڑا رہنے دے کیا لیتے ہیں ہم بلائیں جو شب وصل بوالیتے ہیں مست سے لڑتے ہیں تو کسی کو بلا لیتے ہیں کیسی روٹھی ہوئی سو کن ہوسنا لیتے ہیں عسے دم خم کی نگوڑے جو ذرا لیتے ہیں موٹی بیگم کو تو چاند تو بھی پلا لیتے ہیں موٹی خنیا کو وہ جب نغہ لگا لیتے ہیں نہیں معلوم کہ کچھ دیتے ہیں یا لیتے ہیں چوک کے کرون میں راتو نکوہ کیا لیتے ہیں مست سدا در پر پڑا رہنے دے کیا لیتے ہیں ایک دم چرس کا جدموہ لگا لیتے ہیں</p>
--	--

یہی جگہ بھی ہے کہ محسن باجی
کیسے بکری ہوئی باتوں کو بتا لیتے ہیں

<p>طرح۔ صادق الاخبار۔ ریواری۔ کافی ہے جا بجا میری چشم پر آب میں یوسف بھٹین تو ہوسیان پر حساب میں یہ بھی کوئی حجاب ہو گویاں حجاب میں عکس رخ حضور ہے جام شراب میں دیتے ہیں گالیان مجھے ہنسکر جواب میں</p>	<p>طرح۔ صادق الاخبار۔ ریواری۔ کافی ہے جا بجا میری چشم پر آب میں یوسف بھٹین تو ہوسیان پر حساب میں یہ بھی کوئی حجاب ہو گویاں حجاب میں عکس رخ حضور ہے جام شراب میں دیتے ہیں گالیان مجھے ہنسکر جواب میں</p>
---	---

لے یہ بڑا کرتے ہیں۔ محسن۔ بلکہ کیوں نہیں۔ انیم کھانی ہے کہ مل لگی۔ محسن

فرمانشین یہ سو سہ کو بھی بھیجنے لگے سُن سُن کے بگین بوبسب کھیلنے لگیں کہا خوش نصیب ہے وہ نگوڑی جہان میں رُک رُک کے اشک لکھو نہیں کچر سے جگے کھا کر اچھ سو نہ رہوں میں تو کیا کروں وہ جاکے شب کو بچ لڑائیں جو سو سے	ایسا مزہ ملا مرے دل کے کباب میں عقلانے ریختی جو بجائی رہا باب میں وہ نکلی جسکا بادشہ بوزاب میں کافی ہے جا بجا میری چشم پر آب میں رہتے ہیں آپ پینک فیون ناب میں کیون کٹ نہ جاؤں میں بوا اس پچ تاب میں
---	---

عقلانے عدو سے کہہ دو کہ پشوا زہن لے
لائے بوزاب ریختی کے وہ جواب میں

ایضا

ہو جاؤں میں شہید مدینہ کی راہ میں اوپر تلے ہوں ونو بچی فرشتے راہ میں مقبول گوئیان بندہ ہے وہ بارگاہ میں پی پی نے طہور سرور نگاہ میں زیور ہوا نکسار کا گر عز و جاہ میں کس بات کی کمی ہے نیری بارگاہ میں جلوسے ہوں عرش و فرش کے جلی نگاہ میں آنکھوں میں کلمہ پڑھتی ہوئی شہر گاہ میں	ہے یہ دعا کریم نیری بارگاہ میں حسرت نہ آنکھوں کی ہے عمر کی چاہ میں اُحد کو جسے دل سے کیا پیشواے دین باجی مرے ہوں جلوہ نور رسول ہو ہر دل عزیز کیون نہ بنے انکی تکست یوسف کے وصل میں یہ نہ لیجا کا درو تھا ہو کیون نہ اُنکے زیر نظر نور گاہ میں بندی کی یہ دعا ہے خدا کے حبیب سے
--	---

لے جی ان ج ہے ہم بھی دیکھ رہے تھے۔ راشد آپ کا حصہ ہے۔ ۱۲ احسن

لے نہ ایسا برگزیدہ کیجیے۔ بلکہ تصویر کا دوسرا نسخہ ملا خذ فرمائیے۔ ۱۲ احسن

<p>خواہش یہی ہے شوق یہی آرزوی کیونکہ اُنکا شجر تنہا ہو بارور ہیں بے نازی بندہ شیطان بے حیا چاہے رسول پاک میں چاہوں نہ غیر کو گھبرائے بان تو خائف تربت میں جاوے ہے خون دل جو ہے تو جگر کے کباب میں</p>	<p>مسجدِ نبائین چلے مدینہ کی راہ میں آئین جو بیکسی سے تیری بارگاہ میں پہرے میں بدوش مو سے حالِ تابہ میں پڑھتی درود ہی رہوں حضرت کی چاہ میں جائینگے ہم کمان بہان بھنسنے گاہ میں کیا کیا ہے عیش ساقی کو شر کی چاہ میں</p>
---	---

حقاً تمہاری یاد میں رہتی ہو سرسبز
تخلف کچھ تو کیجئے محسن گناہ میں

ایضاً

<p>کہیے تو چچکچائیں وہ کیوں پھر گناہ میں قربان کردوں جان بوارب کی راہ میں آئے ہی زیر سایہ ہو سے خلد کو روان کلمہ لبوں پہ ہو میرے گاسیہ درود ہو کفار دیکھ کر ہوئے اسلام پر شمار و امین میں حورین لیتی ہیں درتیم اشک نظروں سے دور کیجئے ہکو نہ یا نبیؐ پانچون نمازون میں ہی بندگی ہے دعا ہے جنکو شک صداقت اسلام میں بوا</p>	<p>جو آگئے حضور تمہاری پناہ میں قربت کی ہوا مید جو پہلوے شاہ میں درہن بہشت کے لگے اُنکی پناہ میں یارب اگر میں چونک پڑوں خواب گاہ میں کیا کیا تھے مہجرات حبیبِ اکرم میں روتے ہیں ہم جو ہجر رسول اکرم میں رہیے ہمیشہ لطف و کرم کی نگاہ میں کلے جو دم تو یاد رسالت پناہ میں بھڑوے وہ پکڑے جائینگے سب اشتباہ میں</p>
---	--

لے سبحان اللہ کیا نیک دعا ہے اللہ کرے قبول ہو۔۔۔ محسن

فرقت میں غیر حال ہے جیسا حال ہے تسلیں لچھ تو تھے حال تباہ میں

محسن کی یاد عاری بحق رسول پاک

مل جائیں خواجہ خضر کبیر اسکو راہ میں

بر طرح دل غم حرم چھیکر وہ تہسے جائیگا ایسے کمانکے میں

دیکھو تو میں تواب ہے ایسے کمان کے ہیں
شہدے چھٹے پھوڑے سارے جہان کے ہیں
وہ گورے چٹے ٹونڈے جو افسر کمان کے ہیں
پونچاؤں میں وہاں یہ نگوڑے جہان کے ہیں
استاد شیخ جی ہوئے گوہر کی مان کے ہیں
مجرے چمن میں آپکی امراؤ جان کے ہیں
وٹھوٹے لگے لامکانین اگر لامکان کے ہیں
ارمان تو حشر تک بوا بلع جان کے ہیں
بھیجے دپٹے سوت کو آب روان کے ہیں
نوسے بڑے لطیف کسی کے وہاں کے ہیں
احسان کسی زبان پہ ہماری زبان کے ہیں
ہم پر سبکدے کے بھی پر معان کے ہیں
ڈنکے بجا رہے وہ پیای زبان کے ہیں

کیونکر وہ بلیتے نہیں پاپریان کے ہیں
اونی خاک اپنے گویاں ہی چاند خان کے ہیں
تیر نظر بلا بوا اسن نوجوان کے ہیں
ساون میں سوت کوہ اگر دین بوا اطلاق
اب بھی پلاؤ زردے میں گویاں کس کو کچھ
سنو ایسے متاعی کو بھی ہار مونیم
قربان لامکان کے بتلا دیا مکان
یون چاہے بھیجے تھے جہان آکھی میں ہو
ہے چشم ز سون روان رشک بوا
لب اپنے جو سی ہوں میں لب لنگے چوم کر
چوسی زبان جو ہننے ہوئی وہ زباندان
ساتی جو ہسے چال چلے بھٹی بھونکدین
محسن کی طرز پر نہیں لکھے سوے بوا

جب شیخ جی کو ہر جان کی والدہ شریفہ کے استاد ہو گئے تو پھر بلاؤ زردے کیا مہی اگر دو وقت شیر مال

اوتھیاں اور بالاسان بھی اڑائیں تو انھیں کوئی روکنے والا نہیں۔ ۱۲

غزل و عائن محسن بدرگاہ نجیب الدعوت

<p> پرٹے ہوئے جو نہ یہ نظم سرکار میں پرٹے اُسکی نیکی میں یاربِ خل جو ہو غیر کے درد سے بے خبر اگر یہ بھی عرضی ہوا کم ہوئی </p>	<p> ہو مغز ول یاربِ ہ دربار میں محل جو کہ ہو خیر کے کار میں اتنی پھلنے وہ بھی آزار میں دوہائی پکار ونگی سرکار میں </p>
--	---

خدا یا جو محسن پر احسان کریں
ہوں داخل نبی جی کے دربار میں

روپ

طرح جان صاحبِ حوم۔ نوکراؤ کو نیاں رہا کیا کیا امتحانات کو

جھٹ کر پر اٹھ کھڑا جب ہم سے ہمارا رات کو
دن کو ٹرایا موا پر مجھ سے ہمارا رات کو
اور کچھ خواہش ہوئی بعد از نظر ارا رات کو
ہو جو نظر لطف کا۔ یا جی اشارا رات کو
نفس آثارہ کا بھگایا اشارا رات کو
یا وجب آیامیان مین پانی پانی ہو گئی
بھیجا سالن گئی کا بھہ چوری چوری آئین

۱۔ محسن کی اکثر رعیتیان جو مختلف سرکارہ دان میں بکھی گئیں تھیں یا تو ضلع سرگودھیا یا انہیں پھر پٹنہ۔

لہذا یہ چند اشعار لکھنے کی ضرورت لاحق ہوئی اب یقیناً اصحابِ جان یا میر تقی صاحبانِ نیش زنی سے باہر ہو گئے۔

سے رات کے وقت تو آپ کے مرید ہیں جن کے گاہے گاہے کافری سے بھی زیادہ ہوں۔

مفت لڑ کر انھیں بھنے کھارا رات کو گھورتا تھا پھر مو اصدقے اتارا رات کو وہ بجا یا ہی کیے اپنا دو تارا رات کو جھگیا بیگم میری افشان کا تارا رات کو نی گئی لیکر موئی سارا کا سارا رات کو	منہ بنا کر جلدیے سیدھے گویاں چوک کو شیخ کی ایسی خبروں بھول جائے شیخان چھوڑ کر زلف و تانخ پر بوا میں ہو گئی وہ لڑائی رخ برج اُس ماہ پارہ سے ہوئی رکھا جب زانی ساغر گوہری کے ہاتھ پر
---	--

عقبا بیگم کی نہ کر تقدیر حسن بھوئی
کیون نگوڑی ڈھونڈھتی پھرتی سارا رات کو

روایت

دیکھو تو گالوں کو بوا منگا کے آئینہ شانہ نگوڑی غیر سے کروا کے آئینہ سندی انھیں کے ہاتھ سے لگو کر آئینہ چلتے ہی چلتے یار کو سر کا کے آئینہ ہمچولی پھینک دیتی ہے شر کے آئینہ تصویر بھی یار کو لگو ا کے آئینہ دیکھا جو آج آپ نے اٹھلا کے آئینہ جس بات کو بنان موئی رکھوا کے آئینہ	پھر دانت آج شیخ سے لگو کے آئینہ دیدار تو دیکھو سوت کا پھلا کے آئینہ ایسا جمایا بزم میں حضرت نے پانازنگ گاڑی کی چلمنوں سے موئی گھوڑی تری مرزا سے چھوٹ کر موئی ایسی موئی گوہر کے اسے بوا ذرا جو ہر تو دیکھے سب دیکھتے ہی ہو گئیں سو جانے شمار آخر کو شکم سوت کی آئینہ ہوئی
---	---

۱۷ ضرور خبر لینا چاہیے۔ یہ گستاخی فی الحقیقت ناقابل معافی ہے۔ ۱۲ اور کیا آدھا آپ کے

لیے چھوڑ دیجی۔ ۱۴ آئینہ ہو یا شانہ نہ خیر سے کروانا سخت میعوب ہے۔ ہم بیگم صاحبہ کی سوت

کی اس حرکت ناشائستہ کو بہت ناپسند کرتے ہیں۔ ۱۶ حسن

نیلیم کا رنگ کیا بچہ ہر دنگے پن کے ساتھ
ایسا جاما یا شیخ نے مٹھل میں اپنا رنگ
افشان جبین کی رات وہ جھڑوا کر آئینہ
مارا اسیر جان نے لالا کے آئینہ

گاؤ تو عقا بھرو بن میں آج رہی تھی
محسن کو آن بان سے دکھلا کے آئینہ

ردیف پاکے

طرح مشاعرہ شکر گو الیار۔ گل ہے اگر بدن تو پسینا گلا ہے

پیشا نگوڑا رات کو گوئیان شراب ہے
میں خود بھی چاہتی ہوں کہ باز آؤن عشق سے
بھر صنم کی پڑھتی ہوں رور و کے داستان
لڑ کر چھنال سے نہیں آئے اگر حضور
غافل نہو نا شیخ جوانی ہے چار دن
لائے ہیں گھر میں جب ستاعی چھنال کو
چھل بل کی انکی باتوں سے جل بل گئی ہوں
کیا جاتے کس چھنال کے گنڈو نکا ہوا اثر
خاطر سے میری لکھتا ہو غزلین نئی نئی
تم بھی تھارا دولہ بھی؟ دنو ہو بے نظیر
دھوکے میں آگے ہیں گورے حریف و صل
کوشش کرو کہ مرزا سے میگم کا ہو ملاپ

دل اس جلاپے سے میرا جل جل کیا ہے
پر کیا کروں بوا ابھی اٹھتا شباب ہے
دن رات سامنے ہی غم کی کتاب ہے
برہم مزاج کیلئے آحشر جناب ہے
پھر چاروں میں آمدِ فصل خضاب ہے
دن بھر ستا رہتا ہے شب بھر رباب ہے
کچھ سیکھی سی رہتی ہو کچھ سوچ و تاب ہے
کچھ بگڑے بگڑے رہتے ہیں کچھ غم طاب ہے
شاعر بھی میرا یار بڑا لاجواب ہے
تم بیٹی آفتاب ہو وہ ماہتاب ہے
دنیا کے دون کا عیش سرا سر رباب ہے
گوئیان ملانا ہجر زدوں کا ثواب ہے

لے شکر گو الیار میں یہ مشاعرہ بڑی دھوم کا تھا۔ دور دور سے لوگ آئے تھے۔ ۱۲ محسن

ہر شرابی تیری قسم۔ انتخاب ہے حسن احد میں حسن جلالت آپ ہے	گافی ہون دل بھائی کی غزلین میں شوق سے قلب احد میں ای ٹو ا احمد ہے جلوہ گر
	محسن کی ریختی بوار کھتی نہیں جواب کیا اُس کا ہو جواب کہ جولا جواب ہے
بگڑے جوین میں جو باجی کھی تو آتی ہے مجھ کو تو سوئی نگوڑی نہیں چھو آتی ہے لذت بادہ ہوے کو لب جو آتی ہے تکو گویاں کوئی تدبیر نہ آتی ہے آئینہ سازی تھے آئینہ رہ آتی ہے بھومتی آج لیے جام و سبو آتی ہے بندی درگاہ پر کر کے وضو آتی ہے لذت شکوہ دل دو ہی بدو آتی ہے	موسم گل میں خزان ہی سمجھے ہو آتی ہے دم اُبھتا ہے بوا سینے کی باتوں سے مرا پڑا رہتا ہے پھنا لون کو لگے گلشن میں غم کی دیمک نے کلیجہ کیا چلتی میرا کس طرح جوڑ دیا ٹوٹا ہوا شیشہ دل کوئی خوشخبری تو ماما کو ملی ہے چھٹو کرد لوٹدی کی مراد دلی پوری خواجہ سنو اسوقت کہ ہم تم ہوں کوئی غیر نہ ہو
	کرتی حاسد کو ہون میں خلق سے محسن اپنا نئی ترکیب بھے روعہ و آتی ہے
طرح صادق الاخبار بدلواری۔ سو سو قدم پہ چا پرے تھے مزار کے	
جا بے کمان ہو یہ تو کہو ہکو مار کے بیوجہ آپ بھیپے ہیں قول ہار کے کھلا گئے ہیں بھول دل و اخدار کے	ڈاڑھی بنا کے شنجی۔ موچھین سوار کے یہ تو پرائی بات ہے شرمائے نہیں ملکر کے اپنے سینے سے تازہ کرد آئین
لے سینے کی باتوں سے ضرور آپ کا دم اُبھتا ہوگا۔ یہ تو مغلانیوں کا کام ہے۔ ۷۰ محسن	

روح کا پتی جو اسے بوا کرتی ہوں یا وجہ چھڑ چار دن کے بعد خزان پر ہو فدا میں ہوں نثار جان سے دستار پر بوا وہن مری ہے بارہو میں شک چارہ جون شمس جلتے رہتے ہیں مرزا جی رات دن ہر جانی ہیں موے نہیں مرد و کا اعتبار ابو خزان کے ہاتھ میں ہیں وہ ہوا کہان زب سے کہے بھرٹوے فرما رہی جو کلمات	رونا شب فراق میں وہ ڈاڑھیں مار کے میں چار دن کے بارہو سے دن بہار کے شیدا ہیں دل خود مرے پھولوں کے ہار کے راتیں اٹھان کی ہیں تو دن میں بہار کے شیدا ہوئے ہیں جب ہو وہ شمس الہنار کے میں ایک ایک ل سے یہ عاشق ہزار کے دیکھوں کب آتے ہیں بوا وہ دن بہار کے سو سو قدم یہ جا پڑے کئے مزار کے
---	--

خوشبو میں رشک گل ہیں نشہ میں ہیں شک گل
محسن کے شعر بھی ہیں بوا گل بہار کے

مشاعرہ شکر گوا لیا رہ بس میں نکل چکے مرے ارمان جا لگو

سو بات میں جو ایک بھی گرامن جانیے گھر میں چھنا لون کے نہ میری جان جانیے صحت شیری میں لطف ملا جگو اس قدر	لے لے بلا میں آپ کی قربان جانیے ہم ہا تھر جوڑتے ہیں اگر مان جانیے او خاں رتیرے ساتھ تو ملتان جانیے
---	--

لے کیا بات ہے گویا بہار کے دن بھی ہر جانی ہیں۔ آج بہار کی بغل میں ہیں تو کل خزان کے پہلو میں۔ ۱۲
شمس تو پتلی مگر حسینان چوک لکھنؤ کا ہر جانی ہیں سب سے بڑا ہوا جو جنگی سیل فیض حام سے ہزاروں نہیں
بلکہ لاکھوں شہنہ کام اپنی برائیاں بجاتے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ ہمیشہ کے لیے ٹھنڈ ہو جاتے ہیں۔ ۱۳
اس خیال کی ہم بھی تائید کرتے ہیں۔ خاں صاحب کے ساتھ ملتان ضرور تشریف لچائے مگر ارہائے مقدس
شاہ رکن عالم صاحب۔ بعد ازل ہی شاہ صفا و شمس کی رضا کو جو سربانے ہر در و دیوار پر عالم نور نظر آتا ہے شان از دی ہر لایح
بکرا پنا جلوہ دکلا تا ہو۔ دہائے ریاست و پوٹھی بہت قریب سے جہ خوش بود کہ بر آید یک کر شہد و کار ۱۲ حسن

<p>اُمّی نہ کہنا لو نہ یوں کا مان جائے اُنکلی و کھارہا ہے یہ شیطان جائے کہنے کی بات یہ نہیں نادان جائے بس بس محل چکے مرے ارمان جائے حق ہے گھڑین کج نہ ہو پان جائے اب کل پر کھئے آج محل جان جائے ہم آ پکو۔ کچھ آپ نہیں جان جائے</p>	<p>لہا لگین ہی ٹوٹ جائیں جو اوپر گڑبھن ہم جوش شباب دیکھ چکی آپ کا حضور ظاہر کہیں بھی مروے کر ڈہیں عشق کو میرے ہی سامنے ہوئی کسی سے دل لگی حقے کہیں اڑتے ہو کھاتے کہیں ہو پان پیسہ لو پاس تھا نہیں ٹالا سوئی کو یوں سو لینے پر بھی مانگہ آمان کا تھا جواب</p>
--	--

محسن بھی ہے رفیق بھی جو جان نثار ہے
 کیونکر نہ اُسکے خلق پستربان جائے

بڑی طرح ظفر مرحوم گئی یک بیانی ہو الٹ نہیں لگو میری قرار ہے

شب جبر شعلہ ناز ہے۔ سب را بھٹن نہ ہا دل زار ہے
 ہوا صبر ہے نہ شہر ہے۔ ہوا درد کم تو بخار ہے
 مجھے کیا چمن کی بہار ہے۔ مجھے کیا گلون کے نکھار ہے
 مجھے کیا کسی کے سنگار ہے نہیں برہمن اپنا جو بار ہے

لے یہ غزل ذواب باقر علی خان صاحب مرحوم کی فرمائش سے لکھی گئی تھی۔ ہائے ذواب باقر علی خان صاحب
 آپ ہم سے کیوں ناراض اور بیوقت جدا ہو گئے۔ خداوند کریم آپ کو فردوس ارمین محل زمرین عطا فرمائے
 حسین عیشی کی جگہ محل جبر سے ہون۔ گو یا یہاں شمشیر محل تھا زبان محل ہو۔ اُسکے چاروں طرف ایک بارغ
 رشک بہار واقع ہو۔ حسین صد شاہد و شیر کی نثرین جاری ہوں۔ ہزار ہا خوران نہ لقا و غلمان خوشن ارا
 ہر وقت آپ کی خدمت میں مصروف اور آپ پر درود پڑھ پڑھ کر دم کرتے ہوں۔ آمین تم آمین۔

جناب والا کے انتقال پر ملاں سے آپ کے ادنیٰ ترین خادم محسن کو جعفریہ صدمہ لاحق حال ہوا اور بقیہ حاشیہ پر ہے

کو پہلی پہلی ہے بات کیوں۔ کو دن میں آج ہے رات کیوں
 کو چلتی آج ہوا رات کیوں۔ یہ کہاں کا دل میں غبار ہے
 کوئی نوج ایسا ہو چلا۔ ہے بلا کا وہ ہوا سحر
 ہوا دھینکا مٹتی میں بے خطا۔ میرا ٹوٹا چندن ہار ہے
 کبھی آگے جو مینے میں۔ تو بھر ہو سے وہ کینے میں
 نہیں لطف ایسے تو جینے میں۔ بندی مرنے ہی پر تیار ہے
 بھرا دل میں شوق وصال ہے۔ میرا جینا اب تو محال ہے
 مجھے بخودی جو کمال ہے۔ عے عشق کا یہ خمار ہے
 اچھی ماما جی ادھر آؤ تم۔ کوئی جادو ہم کو سکھاؤ تم
 اُسے گھر گھر کے لاؤ تم۔ میرا دل یہ جیسے بھار ہے
 نہیں بھائی مجھ کو بیو خیال۔ میری چڑھ میں یہ مونی اگر میان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۱) قلم اسکو تحریر کرنے سے قاصر ہو۔ دراصل اسکی تحریر کے لیے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہو
 ہائے وہ لطف بخشی خواتین ہی جاں نثار۔ وہ آپکی تاکید شدید میرا بھی شروع کرنا۔ حضور کا شکر انا اکثر صاحبان
 ویشان کا جھیننا۔ تعریف کرنا۔ ہنسنا۔ پھر پھر پڑھنے کی فرمائش مل گئی۔ مذاق۔ حضور کا خوش ہر تعریف کرنا بزم
 سرکار گوہر بار پر بزم سکندر کا دھوکا ہوتا تھا۔ ہر ایک آئینہ رو تعریف کے موٹی پروتا تھا۔ بلکہ صفائی قلب سے
 خود آئینہ ایجاد ہوتا تھا۔ کیا کمون سرکار کہنے کا فرا جاں ہوا۔ اب کی مرتبہ جو خاکسار لکھو آیا تو حضور کو نپایا۔ کیا کمون
 کی کیسی کیفیت ہوئی۔ حضور ہمیشہ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ دیوان جلد شائع کراؤ۔ دو سو جلدیں ہم بھی خرید فرما دیں گے
 تاکہ اسکو جو جہ ریلوے ملازمت فرصت نہ ملتی تھی۔ فسوس اب جو اس بے نصیب دیوان کے شائع ہونے کا وقت آیا۔
 تو حضور پر نور خلد بریں کو تشریف لیگئے۔ اے بے آرزو کہ خاک شدہ پڑ (محسن)

نوٹ: حاجی بھٹاب دواب باقر علی صاحب مرحوم مغفور شیش محل لکھنؤ کے رئیس عظم اور لکھنؤ کا علی ترین مسکین تھے
 انکم بخشش و درپردہ۔ ذی میں الاحباب تھے خاکسار محسن لکھنؤ میں پناہ دیوان سرکار کے سوا اور کسی کو نہیں شائع شرفانی کا ملا تروا جاتا

میان مار بیٹھوں گی آج ہاں میرے سر پہ جن مسوا رہے
مے عشق کا یہ پلٹنا۔ کہوں کیا کہ رکھتا ہے کیا نشہ

یہ وہ قہر ہے وہ بلافتہ۔ نہیں جس نشے کا اتار ہے
تجھے دیکھتی ہوں میں خواب میں لگے آگ ایسے شباب میں

میری جان کر دی عذاب میں۔ تیرا کس بلا کا یہ پیار ہے
مجھے کہتا ہے کہ شہر آب پی۔ بھلا یہ بھی ہے کوئی دل لگی

موا کرتا ہے تجھے دوزخی۔ یہ نگور اکوئی گنوا رہے
پرین سب نگور زبان بجا رہے۔ جو ہوں خوش ہمارے نگاہ میں

مجھے باز ہے گر کوئی تاڑ میں۔ نہیں چھٹنے کی سرکار ہے
چلی دل پر غم کی بو اچھری۔ ہو یکن سب گنیں موٹی بے سڑی

مجھے تو خزان سے بھی ہے بڑی۔ اگر آئی فصل بہار ہے

کروں کیوں میں عناق چھپا چھپا۔ مجھے کیا کسی کا ہے ڈر پڑا
ایلو کہتی ہوں میں سنا سنا۔ میرا یہ حسن نہ رہے

تجھے بوجہ پھڑوا مارتا ہے

دل اسکی تیغ ابرو پر فدا ہے

پھر آخر ہے اور حق کا دیا ہے

نہ مار و شیخ کو بے موت باجی

ڑائی میری انکی آج سنکر

نہ بکھلے گھر میں دلی تک کے پیسے

بڑا بیدر میرا مرد وہ ہے

وہ گور اکوئی کھتا ہے

بوا لو برین اچھا یا بڑا ہے

نگور آہ ہی وہ مرد ہے

کرا یا موت نے بھی بھگا ہے

بڑا خواب کا سالہ بنا ہے

برطح مشاعرہ علیگڑھ۔ شب بھر فراق یارین ہم خستہ جان رہے

ساقی رہے نہ وہ نہ وہ پیر مغان رہے	گوسیان وہ لطف بادہ کشی اب کہاں رہے
کیا کیا لڑائی جان کہ متاب جان رہے	محروم اس کے لطف شب چاند خان رہے
چھپ چھپے مجھے شیخ جی کہی کہاں رہے	شب بھراسی فراق میں ہم خستہ جان رہے
بتلا میں گرنے آپ کہ شب بھر کہاں رہے	شیطان کی جتنی موجودم بھر بیان رہے
کچھ تو حجاب پیارے میان درمیان رہے	نگلی نگوڑی باینیں بھی اور کے سانسے
کیا کیا نہ بد گمان کے دل میں گمان رہے	عشرہ کے روز ہم جو گئے تو بلا ہوا
دورے میں نڈی ساکھ رہی یہ جہان رہے	ایسوی کی چھوٹی میں بجلا علت میں کہیں
ہر چند کوئی درد سے نالہ کنان رہے	بیدار و اس قدر ہیں کہ ہونے خبر نہیں
ہم وہ ہیں۔ اس چین میں مدد باغبان رہے	وہ کیا گزرنے سے سو اسیر باخ حسن
شبنم کی طرح شیخ جی گو ہر نشان رہے	پانی ہے اس کے سامنے گو ہر کی آبرو
جل جھن کباب ہو کے دل دشمنان رہے	دہن ہلائے دولہ کو اپنے شراب جہول
دلچسپ استان کی صورت بیان رہے	قصہ ہمارے درد کے سوتوں کے سامنے
پوشیدہ سوت سے رہے ہم سے نہان رہے	ایسے بواجی آپ گئے زندی کے رعب میں

محسن کی ریختی نہیں۔ عقاب ہو رہے

اٹھکھیلیوں پر شوخی حسن بیان رہے

لے کیوں نہیں آپ گویا اس چمنستان کی ماں میں۔ ڈالی ڈالی آپ کی ثنا گو۔ اور غنچہ غنچہ آپ کا ممنون
احسان ہے۔ کلی بھی آپ ہی کے دم سے شگفتہ ہے۔ ہر پھول آپ ہی کی نکات سے دابستہ ہے۔ خلیفہ
مشاعرہ بھی تو آپ ہی کے ہاں ہوا کرتے تھے۔ ہم پہچان گئے آپ ہونے ہو عقاب گیم میں۔ ۱۲ محسن

برطح - خوب بیمار محبت کی دو اہوتی ہے

فکر میری اُسے اسوقت بواہوتی ہے مواپکر نہیں آتا تو یہ کیا ہوتی ہے بھاگ بازی میں غفرون بھی بلاہوتی ہے آئین ہجو بیان دینے کو مبارکبادی سب بھلا دی بواجی دولہ نے ٹکٹنگن راز مرزا کا جو افشا نہیں کرتی تھر سے فوج ہو شیخ شامیدی کسی بند کو نصیب چھانٹے خاک میں چھلکی کی نگور خوشب بھر روز لائے ہیں میان ایک متاعی گھر میں میری حق اور بجا انکے لیے ہے بجا	جیکہ مرزا سے نعلی جان خفاہوتی ہے دیوہ دانستہ کہیں بفرش نہایتی ہے رنگا ڈلو اتے ہی پرنگس ہواہوتی ہے سوت کچھ دن کے لٹو تھے جداہوتی ہے جب سے انواسی ہوتی حشر ہواہوتی ہے کچھ تو پوشیدہ ہوئی ماما کی واہوتی ہے دور بھی تو نہیں یہ کالی بلاہوتی ہے ایسے دھکڑون کو کہیں شرم دیاہوتی ہے پوچھتا کوئی نہیں قبلہ یہ کیا ہوتی ہے اُنکی بیجا بھی بوا محکوب ہواہوتی ہے
---	--

عقنا بیگم کا بوا رعب ہے ایسا غالب
ساس کی دیکھتے ہی روح فناہوتی ہے

برطح مشاعرہ علیکڑھ مجھ سے قاتل نے نہ پوچھا تیری حسرت کیا ہو

جب بوا کہہ چکی میں راگ کی سُرگت کیا ہو ساتھ لونڈے لیے پھرتے ہو یہ صحبت کیا ہو چاہ میں گر پڑی میں آپکی چاہت کیا ہو	پھر یہ تاکید کہ مجھ سے کو تو جا مت کیا ہے تو نہیں ہے تو میان آپکی رگت کیا ہے بیامتا اپنی تو چاہو تو قباحت کیا ہے
---	--

سلہ نہیں ہرگز نہیں - دیوہ دانستہ ہرگز ہرگز لغزش پا داق نہیں ہو سکتی - شیخ ہی ضرور پکرا آئے

<p> ہمار آئے اکی طرح ہری ہو جائے وہ ہوئے خشکی میں یارب تری تری ہو جائے نظر نواب کی بھپڑ گزری ہو جائے یہ پانسو پویشوار کے وصول سے ہیں ادھر بھی بیٹھے ہیں دمیاز ایک دم کیلئے متاعی رکھیں جو نواب نے ہمیں رخصت نکاح کر کے وہ رندی کو ڈال دیں گھر میں لڑائی سوت کرے گھر کیان میں خج کو لے وہ موتیوں کا ست لڑائے گو ہر کھلا کے ایک گاور ہی ہوئی کو مال بھی دو نصیبے کی بوا بھر مار ہے نہیں طوار ہماری دروری اور غر غری ہو دور بوا اکی سوت کے گھر سے ملا ہو میرا گھر یہ حسن علم ہے استاد جی کا کیا کہنا </p>	<p> کلی کلی گل مضمون پری پری ہو جائے نہال یاس غریبان ہری ہری ہو جائے لڑائی سوت سے ایسی ہو کر کری ہو جائے جو آج شب کسی حکمت سے جو دھری ہو جائے نظر ادھر بھی وساقن پری پری ہو جائے ہو کھوئی با تو نے نفرت کھری کھری ہو جائے میرے حساب تو بہتر ہے ابتری ہو جائے پھنسون میں بے کیے با جی عدوری ہو جائے فدا سے حسن جو وہ طفل جو ہری ہو جائے نظر نہ سوت کی ڈالیں پری۔ بڑی ہو جائے کہ لکھی جائے جو خالی دی بھری ہو جائے لگا لطف کسی کی جو سرسری ہو جائے جو وہ ہو بتا دھر کا ادھر دنی ہو جائے کہ زہرہ آئے ہی طفل میں شتری ہو جائے </p>
---	---

اڑا رہی ہے جو بے پر کی بیل عتقا

لگا کے پر نہ کہیں رنجی۔ پری ہو جائے

دور ہو جائے بیکی دل کی
 بوا دل ہی میں رگی دل کی

بات سن لین جو شیخ جی دل کی
 نہ سنی داستان کھی دل کی

لے بہت مناسب بات جو ساری ابتری کا فور ہو جائیگی اور کچھ نہ کچھ جی ہی رہیگا بقول لیکر کم کے کم اور کھلیو دو دھارا

<p>کچھ نہیں کہتی گوہری دل کی نہیں جاتی بوا نہیں جاتی دل میں سو کن کے خار سی کھنکی ایک دن بھی کھلی نہ گل بنکر ہجر میں باجی جان کل نہ پڑی کہہ مرتے ہو رنگ زرد ہو کیون یہی گھسٹہ ہی کلیسا ہے کیون پڑی رہتی ہوسد اول میں سمت جلاتا چراغ تربت پر پنجتن پاک کی ثنا گو ہون سننے ہی کھیلنے لگی گویاں کوئی دل سے بھی ہو بوا بزار دل لگی دل لگی میں آگئے وہ دیکھتے ہی اداسے رشک مہر</p>	<p>سوئی زندگی ہے یہی دل کی دل کی خلق کی بھی دل کی کبھی نگہی اگر بھی دل کی اور کسلا لگی کھلی دل کی رہ لگی اور نہ کھلی دل کی کہتے تو شیخ بھی لگی دل کی جو تو کرتے ہیں بندگی ال کی نہیں حسرت ہوئی پٹی ال کی بس ہر بندی کو بستی ال کی کرتے امداد ہیں علی دل کی پڑنا پھر باقی رہتی دل کی کوئی کرتا ہے دل لگی دل کی دل لگی میں بھی لگی دل کی ہو گئی زہر و شکر ہی دل کی</p>
--	---

عقلا بیکم کی حیف ہے نہ لگی

اپنے محسن سے بد ظنی دل کی

لے سبحان اللہ زبان چوم لینے کے لائق ہے۔ وہ کیا فلسفہ ہے۔ عقلا بیکم سے لے جبار کھیل رہا۔
 کی حقیقت کھوادی۔ یہی کہہ رہی کلیسا ہے + جھٹو کرتے ہیں بندگی دل کی۔
 شہواہ کہا دل کی روشنی ہے۔ ان محسن

ہو نوج ایسا کوئی بدکار گویا کرو بندی سے مت تم چھڑ خانی سوا پیوی سستہ باندی کی عزت بوار و دین مجھے جسے چلے وہ وہی پھرتا ہے بھڑو اکسیونین کہوں کیا ای بوا سو کن کی باتیں بڑے ایتام ہیں چھڑو نہ صاحب	نئی ہر روز بھڑو اڈھو لٹا ہے مرا اٹھکھیلو نئے دل بھڑا ہے ستم ایسا کہیں دیکھا سنا ہے برسی ہوتی نگوڑی ماستا ہے پری جم جسکے گھر میں بایہتا ہے نگوڑی بے حیا ہے عیسوا ہے مجھے چھوڑو خدا کا واسطہ ہے
---	---

بناتا ہے موادل لیکے باتیں

بڑا محسن نگوڑا مسخرا ہے

دکھاؤن تن گھڑی نہ موہن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
ہے چند روزہ یہ حسن و جو بن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
فراز کھٹکاشیب کا ہے۔ بوا یہ عالم سرب کا ہے
صدا ہے گھڑیاں کی یہ ٹھن ٹھن گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
کہا جو عفا نے جاؤنگی اب حضور کل دل تک آؤن گی اب
تو کہتے کیا ہیں پکڑ کے دامن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
نہ رہ تو بیگم بوا کشیدی۔ جو رکھے رنڈی موادہ شیدی
تو تو بھی جا جائے کھیل سادن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
نہ بیخ پردے مین گاڑ باجی۔ کسی سے تو مت بگاڑ ما جی
اڑے گا باد فنا سے پٹمن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے

گھڑی بواز نلس بجائے تو ہے۔ ہمارا دولہ بھی آنیکو ہے
 گھڑی گھڑی طول نہ روزن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
 گردنہ تو سن ہوا چین مین۔ نہ ڈالو سن سن کیسے مین مین
 جہا جہا کر نہ بیٹھو آسن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
 اتار سا یا پن لے ساری۔ دکھا دے جو بن کی مینا کاری
 نہ کر تو خترے بہت فرنگن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
 کراؤ جیسے بناؤ ہمد۔ اڑاؤ چھینٹے تو دم دم دم دم
 نہیں ہے دم کا بھر و ساقن۔ گھڑی مین کچھ ہے۔ گھڑی مین کچھ ہے
 کسی سے رکھو کپٹ نہ کھٹ پٹ۔ گھڑی کی کہتی ہے صاف کھٹ کھٹ
 سہیلی کھٹ ہی سے دید و درشن۔ گھڑی مین کچھ ہے۔ گھڑی مین کچھ ہے
 غور یہ بجا ہے مال و زر کا۔ یہ قول سچ ہے کسی بشر کا
 صدا سے زر کا ہر قول کہن کہن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
 پڑے نہ نازک رگون پہ چھالا۔ سے جلد کا رنگ کا لاکالا
 گھڑی کلانی کی کھول بگن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
 نواب کمرے سجا رہے ہیں۔ معصاحب آنکوبینا رہے ہیں
 گھڑی سے قبلہ سجاؤ آنگن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
 زبان محسن ہے مست قمری۔ غزل ہے جاو و بلا ہے ٹھری
 مگر کسی کا رہا نہ جو بن۔ گھڑی مین کچھ ہے گھڑی مین کچھ ہے
 طرح۔ بہار آئے اتنی چین پری ہو جائے

ذلت عشق کے آگے مونی عزت کیا ہو
وام سر ڈھکنے کے جب پانچکے جت کیا ہو
خانہ دل بھین ہم خالی کیے دینے ہیں
وہر بھی دو ہاتھ یہ تم ناکہ کے سو کا نوٹ
کام گھر در کا جو تم غیر سے کرواتی ہو
باس جبہ آیا موشیخ تو بیگم نے کہا
رات کھوڑتا ہے افیون کی بینک میں
جانی بیگم کا تو یہ پانچوان ہو مونی جان
یہ تو سنتی ہوں مغل جان سے بھجا چھوٹا
عمر ساری اسی ارمان میں گذری گویا
شوق سے پی تو دوئی کہ جوانی ہو بہار
وصل کو آگ لگے کل سے ہوں نیک باجی
مال کرتی سے کرا آئی ہے کرتی پارا
جب سے بیگم پڑی افیون موٹے کو بس میں
روٹی کپڑے سے جو غافل ہو وہ لوہے کے ہوا
چھٹ کے سینے سے ڈھکاتا ہیں پی کھڑت

منہی لعنت بھی اٹھانے کی ملامت کیا ہو
اب یہ بیوقت کی استاد جی مہر پ کیا ہو
سوت کے گھر میان رہنے کی ضرورت کیا ہو
پوچھتے کیا ہو کہ پشوا ز کی لاگت کیا ہو
دیکھو گو ہر بوا اب بقت کی حالت کیا ہو
ابے چل دور ہو بھر دے تیری صورت کیا ہو
میر کی جالنے بلا وصل کی لذت کیا ہو
تیسرا کر لیا تے بھی تو آفت کیا ہو
دیکھنا یہ ہے کہ اسب بزم کی رنگت کیا ہو
مجھ سے قاتل نے نہ پوچھا تری حسرت کیا ہو
شریت وصل کے آگے کوئی لذت کیا ہو
دروہ ہے یہ کھلی ہے ایک مصیبت کیا ہو
خام پارا یہ نہ سمجھی کہ شہادت کیا ہو
جانی ہی نہیں دیکھا شبہ احت کیا ہو
بے حیائی ہے سوے شیخ کی غفلت کیا ہو
کر وین وصل کی شبہ نادر میں عادت کیا ہو

بنک بیل گل مضمون کے جوہر ہونے

بوا محسن کی بھی دانش طلبیست کیا ہو

بیوقت کی مہر پت کے ہم بھی مخالف ہیں۔ استاد جی کو بلا جت کوئی وقت کی چیز چھڑا جا رہے در غصہ

ایضاً بر طرح - سر کے نگت کے ہین نگوڑی ہین تال کے

چلیے گا بیٹھ بھاڑ ہین دامن سنبھال کے
یہ بانچوان ہے سوت کا چوتھا نکال کے
قطرے ٹپک پڑو ہین حضرت کی رال کے
بکڑے سے اب تو رنگ ہین کسی چھناں کے
قابل نہیں ہین ہم تو کسی خال وال کے
اب صید دام ہو گئے ہین بال بال کے
سر کے نگت کے ہین نہ نگوڑی ہین تال کے
صدے اٹھائے فوج کوئی اس مال کے
بھولے ہما کو لطف نہ بھو مال تال کے
کچھ بھی لگائے دام نہ حضرت مال کے
کر نیکو آپ کر لین مگر دیکھ بھال کے
جو ڈال لائیں ڈولی مین فجب وہ مال کے

قربان فتنہ بازیوں کی چال ڈھال کے
کسا کیا سناؤن قصے مین یکم چھناں کے
دیکھے جو خال شیخ نے یکم کے گال کے
سیح ہے بوا یہ بات کہ مرزا سے ہو گئی
تم گوئیان دیکھو شوق و دیوانہ فانیار
زلف و تاملین شانہ کریں کیوں نہ شوق سے
بوڑھے مصاحبوں کو نکلو ایسے حضور
قرضہ ہما جنون کا ہے جاگیر سے سوا
کیا کیا جلایا کرتے تھے سوتوں کو گھاٹ پر
ہم دل سی چیز دیتے تھے اُنکو ہوا مگر
بازار کی چھنا لیں ہین کیا اٹکا اٹکات
کھٹے نگوڑے ڈال کے ہین فوج مٹھ لگیں

عقاربڑا ہو دشمنوں کا بے دھڑک ہوئے

اپنے قدم جاتے ہین محسن کو مال کے

ایضاً بر طرح - ظالم یہ جہا بخنوں کی چھنکار ہو گئی ہے

۱۔ جب قرض کی یہ حالت ہے کہ جاگیر کی قیمت سے بھی کہیں زیادہ ہے تو ہم ہرگز بیگم
صاحب کو صلاح نہ دینگے کہ وہ اس دہال مین پڑیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اور مال کے ساتھ اُنکی بھی
کڑکی ہو جائے۔ اور کوئی ناہنجار یہ کہدے کہ این ہم پڑا شترست۔ ۲۔ محسن

<p>بلبل فراق گل مین بسیار ہو گئی ہے جل جل نگوڑی بیگم بنزار ہو گئی ہے سرشار ہو گئی ہے۔ بدکار ہو گئی ہے ظالم یہ جہانجنون کی جھنکار ہو گئی ہے رہ رہے گل مین یہ گل گلزار ہو گئی ہے چاندو پلانے مین اب طرار ہو گئی ہے آزردہ جسے گویا سرکار ہو گئی ہے کیا کیا نگوڑی جھپا عیار ہو گئی ہے اُس پر ہزار آفت۔ رفتار ہو گئی ہے سوار اُس طرف سے مکار ہو گئی ہے</p>	<p>سستی ہون سوت سے اب تکرار ہو گئی ہے اُسکی جوانی آئی نواب کا بڑا پا اُنکی چھوڑی ادنیٰ۔ بی بی شراب کسی رسوا کیا کروں نے باجی کھڑک کھڑک کر مخ ہے بہت پُرانی رست چھوڑ دی ہوئی پڑ کر کے شیخ جی کے گھر مین نگوڑی چنیا اس پیرخی سے قبل ہے صاف آشکارا جبکہ عقد ثانی ہوا شیخ جی سے اُسکا وہ رشک سرقا مت فتنہ ہی باقیات لوٹدی نگوڑ ماری خط تکت لائی باجی</p>
---	--

رکھتی نہیں ہے عنقا کو میان قدم زمین پر
کیا جانے کس ہو سے دو چار ہو گئی ہو

کافی اُردو بروہن تلنگ سندھڑا ملتان زبان لکھنؤ

بطر زرختی

ہوا یا دچمن مین گل باجی گئی بھول مین۔ گل بلبل یا جی

سلہ یہ تو ایسی خوشخبری ہے کہ گلی کے چراغ جلوا دیے اور مٹھائی بھی کھلوا دیے۔ ۱۲ محسن
علہ آپکی لونڈی بھی تو ماشارا شدہ نوجوان۔ رنگین مزاج اور آفت کا پرکار ہے۔ کیا تعجب ہی کہ بالابالا
دور سے ڈال رہی ہو۔ آپ اس خام پارہ کا ہر گز اعتبار نہ کریں۔ ۱۲ محسن

<p>دل غم سے پارہ پارہ ہے نہیں قبر میں تھی بالکل باجی گئی بھول میں گل بلبل باجی اسکی چالون سے ہوشیار ہوئی لائی جلد صراحی مل باجی گئی بھول میں گل بلبل باجی یہی رونا شام و سحر کا ہے کیون آتے نہیں کھل کھل باجی گئی بھول میں گل بلبل باجی تو رشک پر ہی ہے قیامت ہے گو یا بیٹھی ہو چھو لون میں تل باجی گئی بھول میں گل بلبل باجی نہ تھا عشق نگوڑی بے غم تھی ابھی عشق کی اسکو چل باجی گئی بھول میں گل بلبل باجی ہوئے گل سے شگفتہ کھل کھل کر</p>	<p>شبِ بفرست کا نہیں یارا ہے ذرا صل کا یونہیں سہارا ہے ہوا یاد چمن میں گل باجی شبِ سوت سے میں دو چار ہوئی مجھے دیکھ کے خوش عیار ہوئی ہوا یاد چمن میں گل باجی دہنگ بگڑا رشک سحر کا ہے نہیں ڈر جو محل کے گھر کا ہے ہوا یاد چمن میں گل باجی نہیں صورت ہے یہ آفت ہے تیری نامِ حراودہ صورت ہے ہوا یاد چمن میں گل باجی کیا ابھی حنا صبی بیگم تھی یون چشم نہ جوئے شبِ غم تھی ہوا یاد چمن میں گل باجی سیکھیں چالین مجھ سے مل بلکر</p>
--	--

لے جیسا کہ ہم کتابِ دہلی کے ایک نوستانِ ظاہر کہچہ ہیں اردو زبان اور موجودہ بحرینِ پنجابی و سن کی کافی جو کہ کافی کے
مطلب کی ایک عجیب و غریب چیز ہے کسی شاعر نے آج تک نہیں لکھی۔ اور یہ ایجاد عفا بیگم کا خاص حصہ ہے۔ اگر کوئی حنا
پتہ لگا دین تو ہم اُن کے کمال مشکور ہونگے۔ اس پر بخیر کی رائے حسنِ کلام کے رد و عن کو اور بھی چمکا دیا۔ ۱۲۸ سن

<p>کیون نہ زخم ہرے ہوں چھل چھل کر ہوا یاد چمن میں گل باجی و یا من رقت کا آزار نہ نہیں ملتا محسن یا رنج ہوا یاد چمن میں گل باجی</p>	<p>دیتے بل بل کر ہیں جہل باجی گئی بھول میں گل بلبل باجی کیا جبر میں لاعن زار مجھے گئی غم میں نگوڑے کے گل باجی گئی بھول میں گل بلبل باجی</p>
--	---

ایضاً

<p>کیا بر پافتہ نے شر خالہ کیا بستہ دی نے بھی سفر خالہ ہوتی پہلے گریہ خبر خالہ کیا بر پافتہ نے شر خالہ کیون اُن کو مجھ سے نفرت ہے نہیں مانا دل میں کہ ورت ہے کیا بر پافتہ نے شر خالہ کیا گھر کا ستیاناس ہوا جاؤں قریح میں اُسکے پاس ہوا کیا بر پافتہ نے شر خالہ ہے عرض بنی کی خدمت میں نہ دین بخش اگر وہ تربت میں کیا بر پافتہ نے شر خالہ</p>	<p>جائے خصم شخصی کا مر خالہ نہیں دیکھا ایسا بشر خالہ دیتی پھونک موے کا میں گھر خالہ جائے خصم شخصی کا مر خالہ یہی سخت مجھے بھی حیرت ہے جائے کیون ہیں چوک نکھر خالہ جائے خصم شخصی کا مر خالہ کوئی بات نہ آئی را اس ہوا جائے بھڑوے کی چاہے مر خالہ جائے خصم شخصی کا مر خالہ کرین داخل مجھ کو جنت میں کروں زیر زمین میں شر خالہ جائے خصم شخصی کا مر خالہ</p>
---	--

رہوں کب تک دیدہ تر سے مین
 دکھ یہ ہے نگاروں گھر سے مین
 کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
 نہیں دھندلا دین خاک مین وہ
 گرین دھار موٹی کی تاک مین وہ
 کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
 نہیں فکر موے کو گھر بھی جائے
 مو اچھا چلا مر بھی جائے
 کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
 کیے زخم بھی اچھے دھو۔ دھو کر
 یہی کہتی ہوں دل سے رو۔ رو کر
 کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
 کرتی مست ہوں ہر ہر تال مین مین
 نہیں ممکن آؤں چال مین مین
 کیا برپا فتنہ نے شر خالہ
 پھر عتقا مجھ رات بھی ہو
 نہیں ممکن تم سے بات بھی ہو
 کیا برپا فتنہ نے شر خالہ

نہیں رہنے کی اب تو ڈر سے مین
 نہیں اُن کی خالہ کا گھر خالہ
 جائے ختم شخصی کا مر خالہ
 مین کب سے اُسکی تاک مین وہ
 نہیں سوت کا اُن کو ڈر خالہ
 جائے ختم شخصی کا مر خالہ
 چاہے آدھی رات گزر بھی جائے
 کہوں نوج مین رات کو در خالہ
 جائے ختم شخصی کا مر خالہ
 نہیں ممکن سیکھیں کھو کھو کر
 دیکھوں بھر نہ اُدھر مین نظر خالہ
 جائے ختم شخصی کا مر خالہ
 لیتی فتنہ ہوں پر ہر حال مین مین
 نہ دین ہاتھ پہ جب تک دھر خالہ
 جائے ختم شخصی کا مر خالہ
 وہی محسن بد اوقات بھی ہو
 کسی بات کا ڈر مت کر خالہ
 جائے ختم شخصی کا مر خالہ

نوٹ اکثر ختیاں جو غناعت بیاختوں میں نقل ہوئیں رگلی مین ہم انکو انشاء اللہ دوسرا ڈیشن میں منج کر دیئے محسن

معذرت


گلے لگائیں بلائیں دین تکو پیار کریں جو بات مانو تو نیست ہزار بار کریں
 خدا کا شکر ہے کہ دیوان ریختی اختتام کو پہونچ کر شایع بھی ہو گیا۔ اور اب احباب کی
 محفلوں کا سنگار ہے۔ وہ چاہے کچھ نعل نعل کمالین اسکا انھیں اختیار ہے۔ یہ ہمارا عالم شباب کا
 کلام ہے جو خون جگر پی پی کر تصنیف ہوا تھا۔ اسپر بھی ہمارا مطلق ارادہ نہ تھا کہ ہم اسکو
 شایع کرائیں یا اسکو ذریعہ معاش بنائیں بلکہ یہ ارادہ تھا کہ یہ ہماری بیاض تک ہی محدود
 رہے اور اس سے آگے ایک قدم بھی نہ بڑھتے پلے مگر افسوس احباب لکھنؤ۔ بریلی۔ علیگندہ
 اور گوالیار کے تقاضا ہاے شدید سے ہم مجبور ہو گئے اور آخر کار وہی کرنا پڑا جسکے نہ کرنا
 عزم باجزم کر چکے تھے۔ چونکہ یہ روسیای ازل سے ہمارے نام لکھی گئی تھی لہذا ہم
 اسکے نشانے میں قاصر رہے اور ہماری سب کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔ ع
 قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند تو تا ہم اصحاب باریک بین پر یہ بات پوشیدہ نہ رہی
 ہوگی کہ کس قدر ہم نے اپنے کلام کو خوش سے بچانے کی کوشش کی ہے اور کس درجہ تک
 ہم اُس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اسپر بھی ہمیں ڈر ہے کہ ہمارے بہت سے متاد وہ صفات
 بزرگ رنگیلی سلیم کی گفتار سے مخالفت کا اظہار کریں گے اور ہمیں بیدریغ صلوات میں
 سناٹینگے۔ ہم انکی ناراضگی کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنی قلیل صفائی میں صرف افسدہ
 عرض کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ آپ براے خدا فرمائیے اپنے سینوں پر
 ہاتھ رکھ کر اپنا عالم شباب یاد فرمائیں کہ کیا کیا بے اعتدالیوں کے مرگٹ ہوئے ہونگے۔
 کیسی کیسی شوخی ہاے بیجا نہ سزد ہوئی ہوگی۔ یا ظرافت اور خوش طبعی نے کیا کیا
 ایجاد اور اختراع نہ کیے ہونگے۔ اچھا یہ بھی نہ سہی مانا کہ آپ شروع ہی سے فرشتہ

سیرت ہے اور ہر قسم کی آلودگی سے مبرا چلے آئے ہیں۔ لہذا وہ پارسا کمالات ہیں۔ چشم روشن دل ماشاؤ۔ مگر جناب اس حالت میں بھی آپ کو مناسب نہیں کہ کسی بد اطوار یا گنہگار بندہ خدا کے افعال نامائستہ پر نکتہ چینی کریں یا عیب جوئی اور ملاست گوئی کو روا رکھیں جو آپ کے اخلاق پاک سے بعید اور عالم الغیب کی ذمہ داریوں میں رخصتہ اندازی کا موجب ہے۔

گرفتم کہ رند سیاه کار هست خداوند خود را گنہگار هست
میر حسن مرحوم نے مضمون ہذا کو اس شعر میں ادا کیا ہے اور غیب فرمایا ہے
کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے کہ اُسکا خدا عالم الغیب ہے
اس پر بھی اگر آپ نہ مانیں تو ہم دل و جان سے آپ کی خدمت میں اپنی عاجزانہ
معذرت پیش کرتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ آپ اپنے اوصاف کریمانہ
اور اخلاق رحمانہ سے ہماری جہالتوں کو نظر انداز فرماویں گے اور ہمارے عیبوں پر
خاک ڈال کر پردہ پوشی کو کام میں لاویں گے جو سٹاری کی اعلیٰ صفت اور بندہ
نوازی کی بہترین صورت ہے۔

بک گیا ہوں نشے میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

یا یوں خیال نہ رہا ہے

واجب الغیب ہے میری کوئی تصویر نہیں ہے یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہیں
سیکڑوں سلسلہ زلف میں ہیں جسکے مرید  نو جوان ہوا بھی وہ قبلہ کوئی پر نہیں
اب بھی واضح رہے کہ جب سے دیوان رکنی ختم ہوا ہے خاکسار حسن نے مزید رکنی
لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ اب اُسکی طبع حقیر غزلین لکھنے پر آمادہ معلوم ہوتی ہے جسکا

کچھ نمونہ ہم اس دیوان میں ہیں۔ کسی خاص رنگ کی شاعرانہ طبع کو قدیم رنگ
چھوڑ کر اور جدید رنگ اختیار کرنے کا عادی بنانا مشکل نہیں تو دشوار ضرور ہے اسکا اندازہ
صحیح فہم اور سخن دان بخوبی فرما سکتے ہیں۔ تاہم طبع ناقص کو رنگ بدلنے پر مجبور
کیا جائے گا اور عطا سے معافی سے کچھ بعید نہیں کہ یہ تمنا بھی پوری ہو کر رہے اور
دیوان کی صورت میں نمودار ہو۔ ہمارے احباب بریلی ہمیں اب بھی اپنے تازہ
مشاعروں میں ریختی لکھنے پر مجبور کرتے ہیں مگر ہم انکی ترغیب میں نہیں آتے
کسی نہ کسی صورت سے ٹال دیتے ہیں۔ ہم اپنی گزشتہ رو سیاہی کو کافی سمجھ کر ذات
پاک بادی تعالیٰ سے معافی کے خواستگار ہیں جسکو ہمارے قلب کی صفائی اور کلام
کی صداقت کا صریح علم ہے۔

یہی ساک جام ہے تو ساقی ہے نوش مجھے

دو نو عالم نظر آنے لگین روپوش مجھے

خاکسار محسن خانیوری

غزل محسن خانیوری

بکھتے گھر سے ہیں بت قتل عام کی خاطر
بلائیں ساتی کی لین ایک جام کی خاطر
بے چاروں کی جوانی یہ نام کی خاطر
چراغ نہ آنکھ عیث ایک جام کی خاطر
ترتیا رہتا ہوں صبح سے شام کی خاطر
کرو نہ سانسے اُنکے غلام کی خاطر

غلط ہو جاتے ہیں تفریح شام کی خاطر
عروس و خستہ زلالہ قدام کی خاطر
نہیں عروج کسی کا قیام کی خاطر
ہے ایر رحمت حق ساتی عام کی خاطر
بے حشر سے بھی سوا۔ انتظار و غدو
رقیب بستے نہ ہوں بد گمان کہیں لہن

